عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۹ | ۴ تا ۱۱ محرم الحرام ۱۴۴۲ھ مطابق ۲۴ تا ۳۱ اگست ۲۰۲۰ء | شمارہ: ۳۲

نواسۂ رسول

سیدنا حسینؓ

فضائل ومناقب

محرم الحرام کی حرمت وفضیلت

ہجرت اور ہجری کیلنڈر

عقیدۂ ختمِ نبوّت کی اہمیت

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

ہاتھوں پر مہندی کی صورت میں نماز کا حکم

س:...... میں نے چاند رات کو مہندی لگائی تھی ہاتھوں پر اور چار یا پانچ دن کے بعد وہ اترنا شروع ہوگئی اور کھرچنے سے وہ باریک سی تہہ بن کر اُتر رہی ہے۔ کیا ایسی صورت میں اتنے دنوں سے میرا وضو اور غسل ہوا یا نہیں اور اس وضو سے جو نماز پڑھی، اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

ج:...... ایسی مہندی جو رنگ چھوڑ دے اور ہاتھوں پر اس کی کوئی تہہ باقی نہ رہے وہ پانی کو جلد تک پہنچنے سے مانع نہیں ہوتی۔ اسی لئے وضو اور غسل بھی درست ہوتا ہے، لیکن ایسی مہندی جس کی باریک تہہ ہاتھوں پر جم جائے اور وہ پانی کو جلد تک پہنچنے میں رکاوٹ بنے (یعنی واٹر پروف ہو) تو ایسی صورت میں نہ وضو درست ہوگا نہ ہی غسل۔ وضو اور غسل درست نہ ہونے کی صورت میں پڑھی ہوئی نمازیں بھی ادا نہیں ہوں گی، لہٰذا ان کو دوبارہ لوٹانا ضروری ہے۔

کٹے ہوئے ناخن اور بال زمین میں دبانا

س:...... میں اپنے ناخن اور بال کاٹنے کے بعد بیت الخلا میں پھینک دیتا ہوں، مگر کسی نے کہا ہے کہ اس طرح گندی جگہوں پر پھینکنا منع ہے۔ کیا یہ بات درست ہے؟ اس کے متعلق راہنمائی فرمادیں کہ صحیح طریقہ کیا ہے۔

ج:...... ناخن اور بال کاٹنے کے بعد افضل طریقہ انہیں دفن کرنا ہے۔ اگر یہ نہیں کرسکتا تو انہیں کسی ایسی محفوظ جگہ ڈال دے، جہاں بے ادبی نہ ہو۔ لیکن نجس اور گندی جگہ ڈالنے سے اجتناب کرے، کیونکہ اس سے بیمار ہوجانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

”فاذا قلم اظفاره او جز شعره ینبغی أن یدفنه فان رمی به فلا بأس وان القاه فی الکنیف اوفی المغتسل کره لانه یورث وهم۔“ (شامی، ج:۳،ص:۲۳۹)

قرآن کریم سیکھ کر پڑھنا چاہئے

س:...... میں قرآن کریم سیکھنے کے لئے اس کا تلفظ انگریزی میں کر کے پڑھتا ہوں، اصل قرآن کریم عربی میں ہی پڑھتا ہوں، کیا ایسا کرنے میں کوئی حرج تو نہیں ہے؟ یا پھر عربی لکھائی والا قرآن ہی پڑھنا چاہئے کیا بہتر ہے؟ میری راہنمائی فرمائیں۔

ج:...... اصل مقصد تو قرآن کریم کو صحیح تجوید اور قواعد کے ساتھ سیکھ کر پڑھنا ہے، اگر ہجے اور تلفظ کرنے میں انگریزی کی مدد لینے میں سہولت ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن عربی الفاظ کا تلفظ مکمل طور پر انگریزی کے ذریعے ممکن نہیں ہے۔ اس لئے محض انگریزی تلفظ کو کافی نہ سمجھا جائے بلکہ کسی ماہر قاری صاحب سے قرآن مجید سیکھ کر پڑھنا بہتر ہے، بجائے اس کے کہ خود ہی محنت کریں۔

ہر سورۃ سے پہلے بسم اللہ پڑھنا

س:...... کیا نماز میں سورۃ الفاتحہ سے پہلے اور ہر سورۃ کے شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ پڑھنی چاہئے؟ خواہ پہلی رکعت ہو یا دوسری، تیسری رکعت ہو؟

ج:...... جی ہاں! سورۃ الفاتحہ سے پہلے بھی بسم اللہ پڑھیں اور ہر سورۃ کے شروع میں بھی بسم اللہ پڑھیں، ہر رکعت میں ایسا ہی کریں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختم نبوۃ

ملتان

مجلس ادارت

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد،
علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی،
مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۹ ۔۔۔ ۳ تا ۱۱ رمحرم الحرام ۱۴۴۲ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱ ر اگست ۲۰۲۰ء ۔۔۔ شمارہ:۳۲

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیزالرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین وآرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت	۴	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
محرم الحرام کی حرمت وفضیلت	۷	مولانا مفتی شاہد عبید
نواسۂ رسول سیّدنا حسینؓ.... فضائل ومناقب	۹	حافظ محمد سعید لدھیانوی
طلب عافیت.... ایک جامع دعا (۲)	۱۱	مولانا مفتی غلام مصطفیٰ
قادیانیوں کے بارہ سوالات کے جوابات (۴)	۱۴	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
ہجرت اور ہجری کیلنڈر	۱۸	مولانا عبدالقادر صدیقی
سالانہ تحفظ ختم نبوت تربیتی کورس، کراچی (۲)	۱۹	مولانا محمد قاسم
عدالتی تحقیقاتی کمیشن کے سوالات کے جوابات	۲۲	بیان: مولانا محمد علی جالندھریؒ
مولانا شجاع آبادی کے دعوتی وتبلیغی اسفار	۲۳	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا شمس الدین انصاریؒ، بہاولپور	۲۶	" " " "

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

بنیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیزالرحمٰن جالندھری ۔ مطبع: القادر پرنٹنگ پریس ۔ طابع: سیّد شاہد حسین ۔ مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ و سلامٌ علٰی عبادہٖ الذین اصطفٰی

چندماہ پیشتر شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے جامعہ خیرالمدارس کی جامع مسجد میں ’’عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت‘‘ پر خطاب فرمایا، جسے مولانا ابوعمار فیاض عثمانی نے ضبطِ قلم کیا ہے۔موضوع کی افادیت کے پیش نظر ناظم ماہنامہ الخیر ملتان کے شکریہ کے ساتھ نذر قارئین ہے۔(ادارہ)

بعدازخطبہ مسنونہ

گرامی قدر برادرانِ اسلام،حضرات علماء کرام!

ہمارے مخدوم اور آج کے مہمان خصوصی حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم العالیہ کے والد گرامی کا نام حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھا۔آپ وطناً بھی اور مسلکاً بھی ’’دیوبندی‘‘ تھے۔دارالعلوم دیوبند میں انہوں نے تعلیم حاصل کی۔حضرت مولانا سیّد محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے ممتاز شاگردوں میں سے تھے۔فراغت کے بعد اپنے مادرِعلمی ہی میں اللہ تعالیٰ نے انتہائی کتب پڑھانے کی سعادت عطا فرمائی اور آپ دارالعلوم دیوبند کے دارالافتاء کے رئیس بھی رہے۔حضرت سیّد محمد انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر آپ نے ایک کتاب لکھی جس کا نام ہے:’’ھدیۃ المھدیین فی تفسیر آیت الخاتم النبیین ‘‘اصل میں تو یہ کتاب عربی میں تھی،اب اس کا اردو میں بھی ترجمہ ہوگیا ہے،حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب کے تین حصے کیے ہیں:

پہلے حصے میں: پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر قرآن مجید کی ایک سو آیات کریمہ سے آپ نے استدلال کیا۔

دوسرے حصے میں: پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر دوسو دس احادیث مبارکہ لائے۔

تیسرے حصے میں: انہوں نے اجماع،تواتر،اقوال اور آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے عقیدے پر دلائل کے انبار لگائے۔

جس طرح اللہ رب العزت اپنی توحید میں ’’وحدہ لاشریک‘‘ ہیں،اسی طرح پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم بھی ختم نبوت میں خاتم النبیین ہونے میں ’’وحدہ لاشریک‘‘ ہیں۔ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیائے کرام علیہم السلام میں سے اللہ تعالیٰ نے ’’ختم نبوت‘‘ کا تاج صرف اور صرف حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر رکھا۔میں نے اس کی تعبیر یہ کی کہ جس طرح اللہ رب العزت اپنی ذات و صفات میں ’’وحدہ لاشریک‘‘ ہیں۔’’خاتم النبیین‘‘ ہونے میں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم بھی ’’وحدہ لاشریک‘‘ ہیں۔

برادرانِ عزیز! مسند احمد کی بھی روایت ہے اور مشکوٰۃ شریف میں بھی موجود ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ’’اللہ رب العزت نے اس دنیا میں ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام علیہم السلام مبعوث کئے، کوئی اللہ کا نبی ایسا دھرتی پر نہیں آیا کہ جس پر اللہ نے وحی نہ بھیجی ہو، بعض انبیاء کرام علیہم السلام کو اللہ نے کتابیں بھی دیں، بعض پر صحیفے بھی نازل کئے۔‘‘

میرے بھائیو! آج آپ حضرات مشرق سے لے کر مغرب تک روئے زمین کا سروے کرلیں، سوائے قرآن کریم کے کوئی بھی ایسی آسمانی کتاب نہیں جو ’’جوں کی توں‘‘ محفوظ ہو، جس طرح وہ اپنے نبی پر اتری تھی۔

آپ حضرات جانتے ہیں کہ پرائمری سے لے کر یونیورسٹی تک اور معہد سے لے کر ’’جامعات‘‘ تک پڑھنے پڑھانے کا طریقہ یہ ہے کہ کبھی کبھی ایسے ہوتا ہے کہ استاذ اپنی گفتگو کے درمیان ایک سوال پیدا کرتے ہیں، طلبا عزیز اور سامعین جس وقت اُس سوال کے جواب کی تلاش میں ہوتے ہیں تو انہیں جواب بتایا جاتا ہے، ایسا کرنے سے دراصل ’’بات اوقع فی النفس‘‘ ہوتی ہے۔

جن انبیاء کرام علیہم السلام کو اللہ رب العزت نے کتابیں دیں، وہ بھی آسمانی کتابیں تھیں اور قرآن مجید بھی آسمانی کتاب ہے، وہ کتابیں بھی ’’من عنداللہ‘‘ تھیں اور قرآن مجید بھی ’’من عنداللہ‘‘ ہے۔

وہ کتابیں بھی سیدنا جبرائیل علیہ السلام ہی لے کر آئے، وہ کتابیں جن پر اتریں وہ بھی اللہ کے نبی اور رسول تھے اور قرآن مجید جس ذات اقدس پر نازل ہوا وہ بھی اللہ کے نبی اور رسول ہیں۔ جب تمام کتب اور قرآن مجید کا اللہ کی طرف سے ہونے میں، منزل من السماء ہونے میں، جبرائیل امین علیہ السلام کے ذریعے آنے میں قدرِ مشترک ہیں تو ان تمام کتب سماویہ کا اسٹیٹس بھی ایک ہے، تو پھر یہ فرق کیوں کہا جاتا ہے کہ اُن کتابوں میں رہا کچھ نہیں، قرآن مجید سے کچھ غائب نہیں ہوا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ’’قرآن مجید‘‘ کا محفوظ ہونا یہ صدقہ ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا، معاذ اللہ! اگر پیغمبر اسلام کے بعد کوئی اور نبی بننا ہوتا تو (معاذ اللہ) آج قرآن مجید کا بھی وہی حال ہوتا جو پہلی آسمانی کتابوں کا ہوا۔

مدینہ طیبہ کی مسجد سے لے کر آپ حضرات کی جامعہ خیر المدارس کی اس مسجد تک روئے زمین پر جو آپ حضرات کو قرآن مجید کی بہاریں نظر آرہی ہیں، مجھ ’’مسکین‘‘ کے نکتۂ نظر سے دیکھیں تو میں یہی عرض کروں گا کہ سب صدقہ ہے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا۔

آخری بات عرض کرتا ہوں، برادران دیکھئے! میں نے حدیث شریف کے حوالے سے عرض کیا کہ اللہ رب العزت نے اس دنیا میں کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام علیہم السلام مبعوث کئے، لیکن آج آپ میں سے کوئی بھی دیگر انبیاء کرام علیہم السلام پر ’’پی ایچ ڈی‘‘ کرنا چاہے تو بمشکل چھبیس یا ستائیس انبیاء کرام علیہم السلام جن کا قرآن مجید میں تذکرہ ہے، حتمی طور پر ان کے علاوہ کسی نبی کا آپ کو نام بھی نہیں ملے گا۔

میرے بھائیو! جن انبیاء کرام علیہم السلام کا ’’بائبل‘‘ میں تذکرہ ہے، انہیں بھی شامل کرلیں، یقینی طور پر نہ سہی، ’’**لا تصدق ولا تکذب**‘‘ کے تحت ہی سہی تو صرف پچاس نبیوں کا تذکرہ ملتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ باقی ایک لاکھ ۲۳ ہزار ۹۵۰ نبیوں کے ناموں کا بھی کسی کا علم نہیں۔ تو جب ان انبیاء کرام علیہم السلام کے ناموں کا ہی کسی کو علم نہیں تو ان کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا کسی کو کیا علم ہوگا اور ان کے اہل بیت کا علم کس کو ہوگا؟ اُن کی احادیث کا اور اُن کے اقوال، ملفوظات اور اعمال کا کسی کو کیا معلوم ہوگا۔

میرے بھائیو! جب اُن نبیوں کے ناموں کا ہی کسی کو پتا نہیں تو ان کی صورت وسیرت، ان کے صبح وشام، ان کی ہجرت اور معراج وغیرہ تمام

تفصیلات کہاں سے ملیں گی! کہیں بھی ان کا تذکرہ نہیں ہے۔

اس کے مقابلے میں ہم اگر پیغمبر اسلام حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر آئیں تو میرے ماں باپ، میری روح و جسم اور میری آل واولاد قربان جائے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ اگر آپ میں سے کوئی دوست کھڑے ہو کر سوال کرے کہ پیغمبر اسلام کی ذات اقدس پر سب سے پہلے کون ایمان لائے تھے؟ آج امت کے پاس اس کا ریکارڈ اور جواب بھی موجود ہے، اگر کوئی یہ سوال کرے کہ سب سے آخر میں کس صحابی کا انتقال ہوا تو امت کے پاس اس کا بھی ریکارڈ موجود ہے، اگر کوئی یہ سوال کرے کہ ۲۳ سالہ دورِ نبوت میں پیغمبر اسلام کس کس موقع پر مسکرائے تھے تو اس کے جواب میں عرض کیا جاسکتا ہے کہ چھپی چھپائی کتابیں مل جاتی ہیں، جن میں پیغمبر اسلام کی مسکراہٹوں کا تذکرہ ہے، اگر کوئی یہ پوچھے کہ ۲۳ سالہ دورِ نبوت میں کس کس موقع پر پیغمبر اسلام کے آنسو گرے تھے؟ تو اس کا جواب بھی امت کے پاس موجود ہے۔ میں پچھلے دنوں کراچی گیا، وفاق المدارس کے ساتھ ایک ادارہ منسلک ہے "جامعہ الصفہ" حضرت مولانا حق نواز صاحب تونسوی اس کے سربراہ ہیں، وہاں ایک مولوی صاحب ملے (مولوی عبدالمالک صاحب) انہوں نے کچھ عرصہ قبل ایک کتاب لکھی ہے ۲۳ سالہ دورِ نبوت میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم پر کہاں کہاں "وحی" نازل ہوئی؟ ایک ایک جگہ کا انہوں نے تذکرہ کیا ہے جو "آیات" نازل ہوئیں ان کا بھی تذکرہ کیا، اُن آیات کے شانِ نزول بھی بیان کیے ہیں، اُن مقامات کی تصاویر اور تفصیلات بھی جمع کردی ہیں (سبحان اللہ) اس کے مقابلے میں اگر ہم دوسرے مذاہب والوں کے پاس جائیں اور اُن سے یہ سوالات کریں تو ان میں سے کسی بھی مسکین کے پاس کچھ نہیں ملے گا۔

الحاصل: ہمارے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا ریکارڈ امت کے پاس محفوظ ہے یہ بھی صدقہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا، آج اگر امت کے پاس پیغمبر اسلام کے اہل بیت کی تفصیلات ہیں یعنی ہر وہ آدمی جو "سیّد آل رسول" ہے اور وہ واقعتاً صحیح النسب سیّد ہے تو تمام تر سادات کے ہاں اپنے سے لے کر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک تک ایک ایک کے پاس "شجرۂ نسب" محفوظ ہوتا ہے۔ یہ بھی صدقہ ہے ختم نبوت کا۔

یہ ساری تفصیلات جو آپ کو نظر آرہی ہیں کہ آج پیغمبر اسلام کی "احادیث" بھی امت کے پاس محفوظ ہیں، آپ کی صورت و سیرت، آپ کے صبح و شام، آپ کے سنن و نوافل کی ایک ایک تفصیل جو امت کے پاس محفوظ ہے، تو یہ سب صدقہ ہے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا۔

ایک شاعر کے شعر کا مفہوم ہے، وہ کہتا ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کا طواف کرتے تھے، میرے نکتۂ نظر سے دیکھو تو مجھے خود بیت اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد گھومتے ہوئے نظر آتا ہے، لہٰذا اگر مجھ مسکین کے نکتۂ نظر سے دیکھا جائے تو مجھے دین کی یہ ساری "بہاریں" پیغمبر اسلام کے اردگرد گھومتی نظر آتی ہیں۔

حضرات علماء کرام! امت کو جو یہ سارا دین ملا ہے، درحقیقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے صدقہ میں اب اگر مجھے اور آپ کو دین کے سارے مسئلے یاد ہوں اور ختم نبوت کے مسئلہ پر نظر نہ ہو تو مجھے ڈر لگ رہا ہے کہ قیامت کے دن پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم کیا چہرہ دکھلائیں گے؟ "عقیدۂ ختم نبوت" کی حفاظت ہم سب کی اولین ذمہ داری ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ أجمعین

محرم الحرام کی حرمت وفضیلت

مفتی شاہد عبید

اسلامی کیلنڈر کا آغاز محرم الحرام کے بابرکت مہینے سے ہوتا ہے۔ ’’محرم‘‘ کے معنی ہیں ’حرمت والا‘ اور ’’الحرام‘‘ کے معنی ’قابلِ احترام‘ کے ہیں۔ گویا محرم الحرام کے معنی ’’حرمت والے قابلِ احترام مہینے‘‘ کے ہوئے۔ محرم الحرام کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس کا شمار حرمت والے مہینوں میں ہوتا ہے۔ حرمت والے مہینے کل چار ہیں، جن کے نام بالترتیب یہ ہیں:

(۱) محرم الحرام، (۲) رجب، (۳) ذوالقعدہ، (۴): ذوالحجہ۔

زمانہ جاہلیت میں بھی ان چار مہینوں کی بڑی حرمت تھی اور ان کو نہایت قابلِ احترام سمجھا جاتا تھا اور ان میں قتال کو سخت گناہ قرار دیا گیا تھا، اسلام کا آفتابِ ہدایت طلوع ہونے کے بعد ان چار مہینوں کی اہمیت اور احترام پہلے سے بڑھ گیا، قرآنِ کریم میں حق سبحانہ وتقدس نے سال کے بارہ مہینوں کا تذکرہ فرماتے ہوئے حرمت والے مہینوں کو خصوصی طور پر بیان فرمایا، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: ’’مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں اللہ کے حکم میں جس دن اس نے پیدا کئے تھے آسمان اور زمین، ان میں چار مہینے ہیں ادب کے، یہی ہے سیدھا دین۔‘‘ (سورۃ التوبۃ:۳۶)

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ اپنی شہرۂ آفاق تصنیف معارف القرآن میں اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

’’تمام انبیاء علیہم السلام کی شریعتیں اس پر متفق ہیں کہ ان چار مہینوں میں ہر عبادت کا ثواب زیادہ ہوتا ہے، اور ان میں کوئی گناہ کرے تو اس کا وبال اور عذاب بھی زیادہ ہے، سابق شریعتوں میں ان مہینوں کے اندر قتل وقتال بھی ممنوع تھا۔‘‘

مزید آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں کہ

’’ان چار مہینوں کو حرمت والا دو معنی کے اعتبار سے کہا گیا، ایک تو اس لئے ان میں قتل وقتال حرام ہے، دوسرے اس لئے کہ یہ مہینے متبرک اور واجب الاحترام ہیں، ان میں عبادات کا ثواب زیادہ ملتا ہے، ان میں سے پہلا حکم تو شریعتِ اسلام میں منسوخ ہوگیا، مگر دوسرا حکم احترام وادب اور ان میں عبادت گزاری کا اہتمام اسلام میں بھی باقی ہے۔‘‘

(تفسیر معارف القرآن)

امام ابوبکر جصاصؒ اپنی تفسیر احکام القرآن میں فرماتے ہیں: ’’ان چار بابرکت مہینوں کی خاصیت یہ ہے کہ ان میں جو شخص کوئی عبادت کرتا ہے اس کو بقیہ مہینوں میں بھی عبادت کی توفیق اور ہمت ہوتی ہے، اسی طرح جو شخص کوشش کرکے ان مہینوں میں اپنے آپ کو گناہوں اور برے کاموں سے بچا کر رکھتا ہے تو باقی سال کے مہینوں میں بھی اس کو ان برائیوں اور گناہوں سے بچنا آسان ہو جاتا ہے، اس لئے ان مہینوں سے فائدہ نہ اٹھانا ایک عظیم نقصان ہے۔‘‘

ان چار مہینوں کی حرمت کا مطلب یہی ہے کہ ان میں ظلم کرنا بہ نسبت دیگر مہینوں کے زیادہ شدید اور شنیع فعل ہے، جبکہ ان مہینوں میں عبادت وطاعت بجا لانا بہ نسبت دیگر مہینوں کے زیادہ افضل عمل ہے۔

ماہِ محرم الحرام کے روزوں کو حدیث مبارکہ میں رمضان کے بعد افضل ترین روزے قرار دیا گیا ہے، چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:

ترجمہ: ’’رمضان کے روزوں کے بعد سب سے بہترین روزے اللہ کے مہینہ ’’محرم‘‘ کے روزے ہیں۔‘‘

(رقم الحدیث:۲۸۱۲، کتاب الصیام)

اللہ تعالیٰ کا مہینہ کہنے سے اس ماہ کی خصوصی فضیلت کو ظاہر کرنا مقصود ہے، جیسا کہ بیت اللہ یعنی اللہ کا گھر، ناقۃ اللہ یعنی اللہ کی اونٹنی۔ وگرنہ ظاہری بات ہے کہ تمام مہینے اور دن اللہ تعالیٰ ہی کی مخلوق ہیں، اور اسی کے حکم سے چلتے ہیں۔

امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث شریف میں صراحتاً یہ بیان فرمایا ہے کہ یہ مہینہ روزوں کے لئے افضل مہینہ ہے۔ ملاعلی القاریؒ مرقاۃ المفاتیح میں ارشاد فرماتے ہیں کہ کھلی ہوئی بات یہی ہے کہ اس حدیث شریف سے محرم کے مہینے کے عام روزے مراد ہیں، لہٰذا اس مہینے میں کسی دن بھی روزہ رکھ لیا جائے تو افضل ماہ میں روزہ رکھنے کی فضیلت حاصل ہو جائے گی۔ ترمذی شریف میں منقول ہے کہ ایک شخص نے حضرت علی المرتضیٰؓ سے دریافت کیا کہ ماہ رمضان کے بعد آپ مجھے کس مہینے میں روزہ رکھنے کا حکم دیتے ہیں؟ آپؓ نے جواب میں ارشاد فرمایا: ”میں نے صرف ایک شخص کو اس بارے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتے ہوئے سنا تھا اور میں اس وقت آپ کی خدمت اقدس میں حاضر تھا، اُس شخص نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول! ماہِ رمضان کے روزوں کے بعد مجھے کس مہینے میں روزے رکھنے کا حکم ہے؟ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا: ”ماہِ رمضان کے بعد اگر تم روزے رکھنا چاہتے ہو تو ماہِ محرم کے روزے رکھو، کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا وہ مہینہ ہے جس کے ایک دن اللہ تعالیٰ نے ایک قوم (یعنی بنی اسرائیل) کی توبہ قبول فرمائی اور اسی دن دوسرے لوگوں کی بھی توبہ قبول فرماتا ہے۔“

(جامع الترمذی، حدیث:۷۴۳، کتاب الصوم)

ان احادیثِ مبارکہ میں محرم کے مہینے کے روزوں کے عمومی فضائل بیان فرمائے گئے ہیں، دس محرم یومِ عاشورا کا روزہ ابتداءِ اسلام میں فرض تھا، بعد میں رمضان المبارک کے روزے فرض ہوئے تو اس کی فرضیت منسوخ ہوگئی لیکن اس کی فضیلت کے بارے میں احادیثِ مبارکہ میں متعدد فضائل مذکور ہیں۔ چنانچہ مسلم شریف میں حضرت ابوقتادہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرمایا ہے:

ترجمہ: ”میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ عاشورا (یعنی دس محرم) کا روزہ گزشتہ ایک سال کے (صغیرہ) گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔“

احادیثِ مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دس محرم کا روزہ مکہ مکرمہ میں بھی رکھا کرتے تھے اور مدینہ منورہ ہجرت کے بعد بھی آپ نے اس کا اہتمام فرمایا۔ لیکن چونکہ مدینہ منورہ کے یہود بھی اس دن کی تاریخی اہمیت اور موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو یہود سے نجات ملنے کی وجہ سے اس دن روزہ رکھا کرتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ فرمایا کہ آئندہ سال ہم دس تاریخ کے ساتھ نو تاریخ کا روزہ بھی شامل کر کے یہود کی مخالفت کریں گے۔ لیکن اگلا برس آنے سے قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا۔

(صحیح مسلم بروایت ابن عباسؓ)

مسند احمد میں حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”تم عاشورا کو روزہ رکھو اور یہود کی مخالفت کرو، اور اس سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد کا روزہ بھی رکھو۔“

☆☆..................☆☆

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حافظ قرآن، جامع القرآن اور ناشر القرآن بھی ہیں: علماء کرام

لاہور (مولانا عبدالنعیم) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع لاہور کے مبلغ مولانا عبدالنعیم، جنرل سیکرٹری مولانا قاری علیم الدین شاکر، قاری جمیل الرحمٰن اختر، پیر رضوان نفیس، قاری عبدالعزیز، مولانا خالد محمود نے خلیفہ سوم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی سیرت کے حوالہ سے منعقدہ ہونے والے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ خوش قسمت شخصیت ہیں کہ جن کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی بار جنت کی بشارت دی اور آپ رضی اللہ عنہ کو ”عشرہ مبشرہ“ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بھی شامل ہونے کی سعادت حاصل ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بیٹیوں حضرت سیدہ رقیہؓ اور حضرت سیدہ ام کلثومؓ کے ساتھ یکے بعد دیگرے نکاح کی وجہ سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ”ذوالنورین“ بھی کہا جاتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ حافظ قرآن، جامع القرآن اور ناشر القرآن بھی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں ہر نبی کا ایک ساتھی و رفیق ہوتا ہے، میرا ساتھی جنت میں عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہوگا۔ اسلام میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی اشاعت قرآن کریم کے لئے قربانیاں ہمیشہ یاد رہیں گی۔ آپ نے اپنی جان، مال نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ آپ کے طرز حکومت کے فیصلوں پر عمل درآمد کر کے ملک کو بحرانوں سے آزاد کرایا جاسکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی حیات طیبہ حکمرانوں اور دولت مندوں کے ساتھ ساتھ ہر انسان کے لئے مشعل راہ ہے۔

نواسۂ رسول، جگر گوشۂ بتول

حضرت سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ..... فضائل و مناقب

انتخاب: حافظ محمد سعید لدھیانوی

نواسۂ رسول سیّدنا حسین ابن علیؓ کی ذات گرامی اسلامی تاریخ میں حق گوئی و بے باکی، دین کی سربلندی کے لیے صبر و استقامت، جرأت و شجاعت کا عظیم استعارہ اور فضائل و مناقب کا تاریخ ساز اور روشن باب ہے۔ آپ نے کربلا میں دین کی سربلندی اور اسلام کی بقا کے لیے اپنا سب کچھ قربان کرکے ایک بے مثال تاریخ رقم کی۔ جسے تاقیامت سنہرے حروف سے یاد رکھا جائے گا۔

شہید کربلا، سیدنا حضرت حسین بن علیؓ کی ولادت باسعادت پانچ ہجری کو ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے آپ کو شہد چٹایا۔ آپ کے دہن مبارک کو اپنی بابرکت زبان سے تر کیا اور دعائیں دیں، حسین نام رکھا۔ سیدنا حضرت امام حسینؓ کا چہرۂ مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور سے مشابہ تھا اور جسم پاک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کے مشابہ تھا۔

آپؓ انتہائی عبادت گزار تھے، نماز، روزے اور حج کا بڑا اہتمام فرماتے، آپؓ نے متعدد حج پیدل ادا فرمائے، انتہائی متواضع تھے۔ ایک مرتبہ گھوڑے پر سوار گزر رہے تھے کہ غربا کی ایک جماعت نظر آئی، جو زمین پر بیٹھی روٹی کے ٹکڑے کھا رہی تھی، آپ نے انہیں سلام کیا، ان لوگوں نے کہا: ’’فرزند رسول، ہمارے ساتھ کھانا تناول فرمایئے۔‘‘ آپؓ گھوڑے سے اتر کر ان کے ساتھ بیٹھ گئے، کھانے میں شریک ہوئے، پھر انہیں دعوت دی اور اپنے گھر لے جا کر سب کو کھانا کھلایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں گواہی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ’’حسنؓ اور حسینؓ جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔‘‘ آپ حضرات حسنین کریمینؓ کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں: ’’حسنؓ اور حسینؓ دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔‘‘

> **تاریخی روایات کے مطابق نواسۂ رسول، ۷۲ نفوس قدسیہ کے ہمراہ وارد ہوئے اور میدانِ کربلا میں حق و صداقت اور جرأت و شجاعت کی بے مثال تاریخ رقم کی**

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (ایک موقع پر اپنے حجرۂ مبارک سے) اس حال میں باہر تشریف لائے کہ آپ ایک کندھے پر حضرت حسنؓ اور دوسرے کندھے پر حضرت حسینؓ کو اٹھائے ہوئے تھے، یہاں تک کہ ہمارے قریب تشریف لائے اور فرمایا: ’’جس نے ان دونوں سے محبت کی، اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان دونوں سے دشمنی کی، اس نے مجھ سے دشمنی کی۔‘‘

حضرت اسامہ بن زیدؓ سے مروی روایت کے مطابق ایک رات وہ سرور کائنات کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے‘ آپ باہر تشریف لائے تو کچھ اٹھائے ہوئے تھے، جسے وہ نہ جان سکے۔ انہوں نے دریافت کیا’’آپ کیا اٹھائے ہوئے ہیں؟‘‘ آپ نے چادر مبارک اٹھائی تو انہوں نے دیکھا کہ آپ کے دونوں پہلوؤں میں حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ ہیں۔ آپ نے فرمایا: ’’یہ دونوں میرے بیٹے اور میرے نواسے ہیں‘‘ اور فرمایا: ’’اے اللہ! میں ان دونوں کو محبوب رکھتا ہوں، تو بھی انہیں محبوب رکھ اور جو ان سے محبت کرتا ہے، انہیں بھی محبوب رکھ۔‘‘

سیدہ فاطمہ زہراؓ فرماتی ہیں کہ میں حسنؓ اور حسینؓ کو لے کر حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: ’’حضور! یہ دونوں آپ کے نواسے ہیں، انہیں کچھ عطا فرمایئے۔‘‘ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’حسنؓ کے لیے میری ہیبت و سیادت ہے اور حسینؓ کے لئے میری جرأت و سخاوت ہے۔‘‘

نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

فرمایا: ''حسینؓ مجھ سے ہیں اور میں حسینؓ سے، یااللہ! جو حسینؓ کو محبوب رکھے، تو اسے محبوب رکھ۔'' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانِ مبارک ''جو یہ چاہے کہ نوجوانانِ جنت کے سردار کو دیکھے، وہ حسین بن علیؓ کو دیکھ لے۔''

کربلا کا نام آج بھی ہمارے لبوں پر آتا ہے تو سیدنا حضرت امام حسینؓ بن علیؓ اور آپؓ کے مقدس جاں نثاروں کی جراتوں، ہمتوں اور شہادتوں کا تذکرہ ہمراہ لاتا ہے۔ سرزمینِ کربلا کا کہیں بھی ذکر ہوتا ہے، تو وفا شعاری اور جاں نثاری کی لازوال داستان کا خیال خودبخود دل ودماغ میں گونجنے لگتا ہے، کربلا کی فضائیں اور ہوائیں آج بھی انمول جذبوں کی امین ہیں، جو سیدنا حسین ابن علیؓ اور آپ کے جاں نثاروں، جاں بازوں اور سرفروشوں کے سینوں میں موجزن تھے۔ جب کبھی اور جہاں کہیں شہادت کی تاریخ رقم کی جائے گی، کربلا کا نام نمایاں ہوگا۔

تاریخی روایات کے مطابق نواسہء رسول، ۷۲ نفوسِ قدسیہ کے ہمراہ وارد ہوئے اور میدانِ کربلا میں حق وصداقت اور جرأت وشجاعت کی بے مثال تاریخ رقم کی۔ جب سیّدنا حسین ابنِ علیؓ اپنے جاں نثاروں کے ہمراہ کربلا کی جانب روانہ ہوئے تو آپ نے تمام باتوں کے جواب میں ایک بات فرمائی: ''میں نے (اپنے نانا) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے، آپ نے تاکید کے ساتھ اس میں مجھے ایک کام کا حکم دیا ہے، اب بہرحال میں یہ کام کروں گا، خواہ مجھے نقصان ہو یا فائدہ۔ سوال کیا گیا کہ وہ خواب کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ابھی تک کسی کو نہیں بتایا، نہ بتاؤں گا، یہاں تک کہ اپنے پروردگار عزّ وجل سے جاملوں گا۔''

دنیا کی تاریخ کا ہر ورق انسانوں کے لئے عبرتوں کا مرقع ہے، خصوصاً دنیا کی تاریخ کے اہم واقعات انسانوں کے لئے ہر شعبۂ زندگی میں اہم نتائج سامنے لاتے ہیں، جو کسی دوسری تعلیم وتلقین سے حاصل نہیں ہوسکتے۔ اسی لیے قرآن کریم کا ایک بہت بڑا حصہ قصص اور تاریخ پر مشتمل ہے، قرآن پاک نے قصص کے ٹکڑے بیان کر کے نتائج کے لئے پیش فرمائے ہیں۔

سیدنا حضرت حسین بن علیؓ کی شہادت، نہ صرف اسلامی تاریخ کا اہم واقعہ ہے، بلکہ پوری دنیا کی تاریخ میں بھی اسے خاص امتیاز حاصل ہے، اس میں ایک جانب ظالموں کا ظلم و جور و سنگ دلی ہے، تو دوسری طرف آلِ رسول کے چشم وچراغ اور ان کے متعلقین کی چھوٹی سی جماعت کے باطل کے مقابلے پر جہاد، اس پر ثابت قدمی اور جاں نثاری کے محیر العقول واقعات ہیں، جن کی نظیر تاریخ میں ملنا مشکل ہے، ان میں آنے والی نسلوں کے لئے ہزاروں عبرتیں اور حکمتیں پوشیدہ ہیں۔

آپ کا وہ تاریخی خطبہ جو آپ نے مقامِ بیضہ میں دیا، تاقیامِ قیامت ہماری رہنمائی کرتا رہے گا اور ہمیں حق پرستی کی شمع روشن رکھنے کا درس دے گا۔ آپ نے حمد وثناء اور درود وسلام کے بعد پُرجوش انداز میں فرمایا: لوگو! رسول اللہ نے فرمایا: جس نے ایسے بادشاہ کو دیکھا جو ظالم ہے، خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں کو وہ حلال کرتا ہے، خدا کے عہد کو توڑتا ہے، سنتِ رسول کی مخالفت کرتا ہے، خدا کے بندوں کے درمیان گناہ اور زیادتی کے ساتھ حکومت کرتا ہے (پھر یہ سب کچھ) دیکھنے والے کو اس پر عملاً یا قولاً غیرت نہ آئی تو اللہ کو یہ حق ہے کہ اس (ظالم) بادشاہ کی جگہ اس دیکھنے والے کو دوزخ میں داخل کردے، میں تم کو آگاہ کرتا ہوں کہ ان لوگوں نے شیطان کی اطاعت قبول کرلی ہے اور اطاعتِ رحمٰن چھوڑ دی اللہ کی زمین پر فتنہ وفساد پھیلا رکھا ہے، حدودِ خداوندی کو معطل کردیا ہے، یہ غنیمت میں اپنا حصہ زیادہ لیتے ہیں، خدا کی حرام کردہ چیزوں کو حلال اور حلال اشیاء کو (ازخود) حرام کردیا ہے، اس لئے مجھے ان باتوں پر غیرت آنے کا زیادہ حق ہے، میرے پاس بلاوے کے تمہارے خطوط آئے بیعت کا پیام لے کر تمہارے قاصد آئے، انہوں نے کہا کہ تم مجھے (ہرگز) دشمنوں کے سپرد نہ کرو گے اور بے یار ومددگار نہ چھوڑو گے، اگر تم اپنی بیعت کا حق ادا کرو گے تو ہدایت پاؤ گے، میں حسین بن علی وابن فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں، میری جان تمہاری جانوں کے ساتھ اور میرے اہل بیت تمہارے گھر والوں کے ساتھ ہیں، تمہارے لئے میری ذات (بہترین) نمونہ ہے، اب اگر تم اپنے فرائض بجا نہ لاؤ گے اور عہد وپیمان توڑ کر اپنی گردنوں سے میری بیعت کا حلقہ اتار لو گے تو بخدا! تم سے یہ بعید نہیں، تم میرے والد، بھائی اور چچازاد کے ساتھ ایسا کرچکے ہو، جو تمہارے فریب میں آئے، وہ فریب خوردہ ہے، تم نے عہد توڑ کر اپنا حصہ ضائع کردیا (تو) جو عہد شکنی کرے، اس کا وبال اس کے سر ہے، عنقریب خدا مجھے تمہاری امداد سے بے نیاز کردے گا۔ (طبرانی)

☆☆.............☆☆

طلبِ عافیت

ایک جامع دعا

گزشتہ سے پیوستہ

مولانا مفتی غلام مصطفیٰ مدظلہ

رسول اللہ ﷺ خود بھی بڑی کثرت سے رب العالمین سے عافیت کی دعا مانگا کرتے تھے، احادیثِ مبارکہ میں مختلف الفاظ سے آنحضرت ﷺ سے عافیت کی دعائیں مانگنا منقول ہے،اس دعا کو آپ ہمیشہ اپنے معمولات میں شامل فرماتے تھے،چنانچہ ابوداؤد شریف اور دیگر حدیث کی کتابوں میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ صبح وشام نہایت پابندی سے ان الفاظ کے ذریعہ دعا مانگتے: ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ الْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ وَاَھْلِیْ وَمَالِیْ اَللّٰھُمَّ اسْتُرْ عَوْرَتِیْ۔'' بہتر تو یہی ہے کہ یہ پوری دعا یاد کی جائے اور صبح وشام اس کے پڑھنے کو معمول بنایا جائے،تاہم مکمل یاد نہ ہو تو کم ازکم ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ الْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔'' ..... ''اے اللہ! میں آپ سے دنیا و آخرت کی عافیت طلب کرتا ہوں۔'' نہایت ہی مختصر سے الفاظ ہیں،ان الفاظ کے ساتھ اس دعا کو یاد کر لینا چاہئے،اور اگر عربی الفاظ یاد نہ ہوں تو اُردو میں یہ دعا مانگ لیا کریں۔ یہ دعا اللہ رب العزت کو بڑی پسند ہے، بندے اپنے پروردگار سے عافیت مانگتے رہیں، اللہ تعالیٰ اس مانگنے کو سب سے زیادہ پسند فرماتے ہیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا جیل جانا:

حضرت یوسف علیہ وعلیٰ نبینا الصلوات والتسلیمات جلیل القدر پیغمبر ہیں، ان کا طویل واقعہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی سورۂ یوسف میں ذکر فرمایا ہے،ان پر جو آزمائش آئی تھی جس میں وہ ثابت قدم رہے،اس کا بھی مفصل تذکرہ قرآن کریم میں موجود ہے۔زلیخا نے جب یوسف علیہ السلام کو بہلانا پھسلانا چاہا اور کہا کہ میری بات نہ مانی تو میں جیل بھجوادوں گی۔یوسف علیہ السلام نے اس موقع پر دعا کی: ''رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْ اِلَیْہِ۔'' کہ ''اے میرے پروردگار! یہ عورتیں مجھے جس کام کی طرف دعوت دیتی ہیں اس سے تو مجھے جیل خانہ زیادہ پسند ہے۔'' اس آیت کے تحت بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ: بعض روایات میں ہے جب یوسف علیہ السلام قید میں ڈالے گئے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آئی: ''یَا یُوْسُفُ اَنْتَ حَبَسْتَ نَفْسَکَ حَیْثُ قُلْتَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ وَلَوْ قُلْتَ الْعَافِیَۃُ اَحَبُّ اِلَیَّ لَعُوْفِیْتَ۔'' ..... ''اے یوسف! آپ نے قید میں اپنے آپ کو خود ڈالا ہے، کیونکہ آپ نے کہا تھا: ''اَلسِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ'' ..... ''میرے رب! مجھ کو جیل خانہ زیادہ پسند ہے۔'' اور اگر آپ عافیت مانگتے تو آپ کو مکمل عافیت مل جاتی۔'' اور اس آزمائش سے نجات بھی مل جاتی۔

اس سے معلوم ہوا کہ کسی بڑی مصیبت سے بچنے کے لئے دعا میں یہ کہنا کہ اس سے تو یہ بہتر ہے کہ فلاں چھوٹی مصیبت میں مجھے مبتلا کردے، ایسی دعا بھی مناسب نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ سے ہر مصیبت اور بلاء کے وقت عافیت ہی مانگنی چاہئے۔

کثرتِ دولت سے عافیت افضل ہے:

کثرتِ دولت ہر فرد کے حق میں مفید نہیں ہوتی، سوائے ان لوگوں کے جنہیں اللہ تعالیٰ کثرتِ دولت کے ساتھ ساتھ دین کی نعمت اور اپنا خوف بھی نصیب فرمائیں اور وہ مال کے تمام حقوق ادا کرنے والے بنیں، ورنہ تموّل یعنی دولت کی فراوانی انسان کو ہزاروں فکروں اور پریشانیوں میں ڈال دیتی ہے۔ عافیت کے بغیر مال ودولت ہیچ ہیں۔لکھنؤ کے ایک نواب کا واقعہ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ اس نواب کا معدہ اتنا کمزور ہوگیا تھا کہ کوئی کھانے کی چیز معدہ ہضم نہیں کر پا رہا تھا، حتیٰ کہ ململ کے کپڑے میں قیمہ رکھ کر چوسا کرتا تھا، وہ بھی ہضم نہیں ہوتا تھا۔ اسی شہر کے کنارے ایک لکڑہارے (جو جنگل سے لکڑیاں جمع کرکے لاکر شہر میں فروخت کرتا ہے) کا مکان تھا، اس نواب صاحب نے ایک دن دیکھا کہ وہ لکڑہارا لکڑیاں سر پر اُٹھا کر لا رہا ہے اور گھر پہنچ کر اس نے لکڑیوں کا گٹھا سر سے اُتارا، ہاتھ منہ دھوئے اور اپنے پاس

ہتھیلی سے دو روٹیاں نکالیں، پیاز سے کھانا کھایا اور وہیں سوگیا۔ اس نواب صاحب کو نیند بھی نہیں آتی تھی۔ لکڑ ہارے کی یہ صورت حال دیکھ کر نواب صاحب اپنے دوستوں سے کہنے لگا کہ: میں دل سے راضی ہوں اگر میری یہ حالت ہو جائے، یعنی پیاز سے ہی روٹی کھا کر میں ہضم کرسکوں اور اس طرح جلدی پُرسکون نیند مجھے مل جائے، تو اس کے عوض میں اپنی ساری نوابی اور ساری ریاست دینے کو تیار ہوں۔ نواب کے پاس سب کچھ تھا، حتیٰ کہ ان کے کتے بھی سب کچھ کھاتے تھے، لیکن نواب صاحب اس نعمت سے محروم تھے۔

اس لئے انسان کثرتِ مال واسباب کے بجائے اپنے رب سے عافیت اور سکون مانگے، عافیت اور سکون میسر ہو تو تھوڑا بہت بھی کافی ہو جاتا ہے اور انسان کی زندگی پُرسکون گزرتی ہے، ورنہ ساری دولت کے موجود ہوتے ہوئے انسان اس سے کچھ فائدہ نہیں اُٹھاسکتا، وہ انسان کے کسی کام کی نہیں۔ اس لئے بعض بزرگوں کا یہ قول کتابوں میں منقول ہے کہ: ”القليل مع العافية خير من الكثير مع القوارع.“ .... ”عافیت کے ساتھ تھوڑا مال اُس زیادہ مال سے بہتر ہے جو مصیبتوں کے ساتھ ہو۔“ البتہ انسان کی لالچ، طمع کے بغیر اگر اللہ تعالیٰ کچھ عطا فرمادیں تو وہ اللہ کی نعمت ہے، انسان پھر اس کا حق ادا کرے۔

ابن شہاب زہری رحمہ اللہ کی انگوٹھی کا نقش:

بہرحال! عافیت بہت بڑی دولت ہے، اس لئے صحابہ کرامؓ اور تمام بزرگانِ دین عافیت کی دعا مانگا کرتے تھے۔ امام قرطبی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں ابن شہاب زہریؒ (جو بڑے محدث گزرے ہیں) کے بارے میں نقل کیا ہے کہ انہوں نے ایک انگوٹھی بنوا رکھی تھی اور اس انگوٹھی میں یہ عبارت کندہ کروائی تھی، یعنی یہ نقش انگوٹھی میں لکھوا رکھا تھا ”محمد يسأل الله العافية“ کہ ”محمد اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرتا ہے۔“ ان کا نام محمد بن شہاب زہری ہے، انہوں نے یہ دعا لکھوائی ہوئی تھی کہ: ”محمد اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرتا ہے۔“

انسان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو صحت نصیب ہوتی ہے، بلاؤں، پریشانیوں اور امراض سے انسان محفوظ رہتا ہے، یہ بھی عافیت کا حصہ ہے، صحت کے زمانہ میں اس عافیت کی دولت کی قدر ہمیں نہیں ہوتی، اسی لئے عقل مندوں کا یہ قول ہے کہ: ”العافية تاج على رؤوس الأصحاء لا يراه إلا المرضى.“ ”کہ ”عافیت تو ایک تاج ہے جو تندرست لوگوں کے سروں پر سجا ہوا ہے، وہ خود تو اس تاج کو نہیں دیکھ سکتے، ہاں! جو مریض ہوں‘ وہ اس تاج کو تندرستوں کے سروں پر دیکھ رہے ہوتے ہیں۔“

ایک بزرگ کا ہمہ وقت عافیت کا سوال کرنا:

ایک اللہ والے کے بارے میں منقول ہے کہ وہ ہمیشہ یوں کہا کرتے تھے: ”(اے اللہ!) عافیت، عافیت (عطا فرما)۔“ ایک بار اُن سے پوچھا گیا: ”ما معنى هذا الدعاء؟“ اس دعا کا کیا مطلب ہے؟ آپ ہمیشہ عافیت کی طلب میں لگے رہتے ہیں۔ وہ کہنے لگے: میں پہلے باربرداری کا کام کرتا تھا، یعنی مزدور تھا، سامان بوجھ وغیرہ اُٹھایا کرتا تھا، ایک دن میں آٹے کا بھاری بھرکم بوجھا اپنے اوپر لادے ہوئے تھا، جس کی وجہ سے مجھے بہت مشقت اور تکلیف ہوئی، میں نے تھک کر کچھ دیر کے لئے اس بوجھ کو رکھا، تاکہ تھوڑا دم لے لوں، اس وقت میں اللہ تعالیٰ سے یوں دعا مانگنے لگا: ”يا رب! ولو أعطيتني كلَّ يوم رغيفين من غير تعب لكنتُ أكتفي بِهِمَا“ .... ”پروردگار! اگر تو مجھے روزانہ صرف دو روٹیاں بغیر محنت ومشقت کے عطا کر دے تو میرے لئے کافی ہیں، میں اسی پر قناعت کئے رہوں گا۔“ اتنے میں‘ میں نے دیکھا کہ دو آدمی لڑ رہے ہیں، میں ان کے درمیان صلح صفائی کی غرض سے آگے بڑھا ہی تھا کہ اچانک ایک آدمی نے غلطی سے میرے سر پر کوئی چیز دے ماری، جو وہ دوسرے آدمی کو مار رہا تھا، مگر غلطی سے میرے سر پر لگ گئی، چنانچہ میرا چہرہ خون آلود ہوگیا، پولیس والا پہنچا اور اس نے ان دونوں آدمیوں کو پکڑ لیا، جب اس نے مجھے خون آلود دیکھا تو یہ سمجھا کہ میں بھی اس لڑائی میں ملوث ہوں، اس نے مجھے بھی مجرم سمجھ کر گرفتار کرلیا، چنانچہ مجھے بھی جیل پہنچادیا۔ ایک مدت تک میں جیل میں رہا، جہاں مجھے روزانہ دو روٹیاں ملا کرتی تھیں۔ ایک رات خواب میں‘ میں نے ایک ہاتفِ غیبی (غیب سے آواز لگانے والے) کو سنا کہ وہ مجھ سے مخاطب ہو کر یہ کہہ رہا ہے: ”إنك سألتَ الرَّغيفين كلَّ يومٍ من غير نصب، ولَمْ تسألِ العافيةَ!“ ”تو نے روزانہ کی دو روٹیاں بلا مشقت مانگی تھیں، عافیت نہیں مانگی تھی! تو میں نے تجھے تیرا مانگا دے دیا، یعنی اللہ سے عافیت مانگنی چاہئے تھی کہ اے اللہ! اس کام میں بہت محنت، مشقت اور تکلیف ہے، مجھے آسان ذریعۂ معاش نصیب فرما اور عافیت دے۔ اس دعا کے بجائے تو نے یہ کہا تھا کہ: ”دو روٹیاں مل جائیں“ لہٰذا دو روٹیوں کی طلب تجھے جیل تک

لے آئی۔ بزرگ کہتے ہیں کہ مجھے اس وقت ہوش آیا اور سمجھ آئی کہ مجھے عافیت مانگنی چاہئے، تو اَب میں فوراً یوں ہی کہنے لگا: عافیت، عافیت۔ چنانچہ میں نے دیکھا کہ جیل کا دروازہ کھٹکا اور پوچھا گیا: ’’أین عمر الحمال؟ ‘‘..... ’’عمر باربردار کہاں ہے؟‘‘ میں نے کہا: میں ہوں۔ عافیت کی دعا کے بعد مجھے جیل سے نجات اور رہائی مل گئی۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ سے پریشانی اور مشقت کے ازالے کے لئے عافیت کی دعا مانگنی چاہئے کہ اے اللہ! میں کمزور ہوں، مجھے عافیت نصیب فرما۔ اب عافیت میں ساری بھلائیاں اور سہولیات شامل ہوجائیں گی، لہٰذا ہم ہر لحاظ سے اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگتے رہیں، اپنی ذات کے لحاظ سے بھی، اپنے اہل وعیال کے لحاظ سے بھی، دنیاوی واُخروی زندگی کے لحاظ سے بھی۔☆☆

استاذ العلماء حضرت مولانا منظور احمدؒ خیر المدارس ملتان

جامعہ خیر المدارس ملتان میں ۱۹۷۴ء میں ایک سال پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ یہ ہمارا جلالین شریف والا سال تھا۔ جامعہ میں عظیم والمرتبت اساتذہ کرام کی ہر طرف بہار ہی بہار تھی۔ کہیں بلند آواز سے حضرت مولانا غلام مصطفیٰ ملتانی پڑھا رہے ہوتے، کہیں استاذ المحدثین حضرت علامہ محمد شریف کشمیریؒ بخاری شریف پڑھا رہے ہوتے، کہیں مولانا مفتی محمد عبداللہ انوار وبرکات بکھیر رہے ہوتے اور کہیں مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی عبدالستار مسلم شریف کا درس دے رہے ہوتے۔ جامعہ کا اہتمام مولانا محمد شریف جالندھریؒ والد محترم مولانا قاری محمد حنیف جالندھری کے ہاتھوں میں تھا۔

ہمارے اسباق کی تقسیم کچھ اس طرح ہوئی: جلالین شریف: حضرت مولانا عتیق الرحمٰنؒ، مختصر المعانی: حضرت مولانا محمد صدیقؒ، ہدایہ ثالث: حضرت مولانا منظور احمدؒ، مسلم العلوم: حضرت مولانا شیخ نذیر احمدؒ بانی جامعہ امدادیہ فیصل آباد، ہدیہ سعیدیہ: حضرت مولانا مفتی محمد اسحاقؒ۔ ہر ایک استاذ کا انداز بیان جدا تھا۔

مسجد کے جنوب کی طرف استاذ القرأ حضرت مولانا قاری رحیم بخشؒ دن رات قرآن پاک کی تعلیم وتدریس، تجوید وقرأت میں مصروف ہوتے۔

استاذ العلماء حضرت مولانا منظور احمدؒ جامعہ میں تقریباً نصف صدی استاذ رہے۔ جامعہ میں شاید کوئی سبق ایسا ہو جو آپ نے نہ پڑھایا ہو۔ ہدایہ ثالث دوسری جلدوں سے ذرا مشکل جلد ہے، لیکن آپ کا انداز تدریس ایسا تھا کہ میرے جیسا پینڈو جو چھ سات سال ایک نیم دیہاتی مدرسہ سے پڑھ کر آیا اور مدرسہ میں اکثر کتب کی تدریس سرائیکی زبان میں ہوتی رہی۔ بایں ہمہ کتاب کے سمجھنے میں کوئی زیادہ دقت پیش نہ آئی۔

استاذ محترم کا انداز مربیانہ تھا، آپ سبق سے ہٹ کر بھی طلبا کی تربیت فرماتے۔ جامعہ میں طلبا میں تقسیم کے لئے کہیں سے چمڑے کی جوتیاں آئیں، جہاں اور طلبا کو وہ جوتیاں تقسیم کی گئیں ارباب انتظام نے مجھے بھی ایک جوتا دیا۔ مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے حاضری ہوئی، چونکہ اس زمانہ میں امامت اکثر وبیشتر استاذ محترم فرمایا کرتے تھے کہ بندہ نے جوتیاں آخری صف کے آخر میں رکھ دیں۔ استاذ محترم دیکھ رہے تھے۔ بلاکر فرمایا: یہ جوتیاں کس کی ہیں؟ راقم نے عرض کیا کہ میری ہیں۔ فرمایا: ’’النعلین تحت العینین‘‘ یعنی جوتیاں آنکھوں کے سامنے رکھیں۔

جامعہ کے شعبۂ دعوت وارشاد کے مسؤل ہمارے مخدوم حضرت مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی مدظلہ نے راقم سے ’’خطباتِ ختم نبوت‘‘ کا حکم فرمایا۔ راقم نے مولانا محمد اسعد لانگ جو جامعہ میں بڑی کتابوں کے طالب علم تھے۔ ہمارے دفتر کے ہمسائے تھے، ان کے ہاتھوں کتابیں بھجوادیں۔ کچھ عرصہ کے بعد حضرت مفتی صاحب مدظلہ سے ملاقات ہوئی، انہوں نے فرمایا: کتابیں نہیں پہنچیں؟ راقم نے عرض کیا کافی عرصہ ہوا بھجوادیں۔ فرمایا: مجھے تو نہیں ملیں۔ راقم نے مولانا محمد اسعد سے استفسار کیا تو انہوں نے کہا کہ استاذ محترم مولانا منظور احمد کو دے آیا تھا۔ بہر حال راقم نے حضرت مفتی صاحب کو دوسرا سیٹ بھجوادیا۔ ایک مرتبہ استاذ محترم کی خدمت میں حاضر ہوا تو خوشی کا اظہار فرمایا اور فرمایا: اسماعیل ہر روز رات کو سونے سے پہلے آپ کی کتاب کے کم از کم دس صفحات پڑھ کر سوتا ہوں۔ راقم نے شکریہ ادا کیا۔ جب واپسی کے لئے اجازت مانگی اور دعا کی درخواست کی تو رازداری کے انداز میں فرمانے لگے کہ ہم کسی کو بتلاتے نہیں، لیکن جتنی دعائیں ختم نبوت والوں کے لئے کرتے ہیں، کسی اور کے لئے نہیں۔ وفات سے چند روز پہلے راقم جامعہ کے تجوید وقرأت کے استاذ حضرت مولانا قاری محمد اقبال رحیمی مدظلہ کی کلاس میں اپنے دو پوتوں عبداللہ ابن ابوبکر اور عبداللہ ابن عمر کے داخلہ کے لئے حاضری ہوئی تو استاذ محترم کا بھی آخری دیدار نصیب ہوا، اپنے گھر کی بیٹھک میں آرام فرما تھے۔ راقم حاضر ہوا تاکہ استاذ محترم کی خیریت معلوم کرسکوں تو بندہ کی حاضری پر خوشی کا اظہار فرمایا اور جماعتی احوال دریافت فرماتے رہے۔ باتوں باتوں میں پوچھا آج کل کون سی اور کس موضوع پر کتاب چل رہی ہے؟ عرض کیا: ختم نبوت کے سابق مرکزی نائب امیر حضرت اقدس سید نفیس الحسینیؒ کی سوانح سے متعلق ’’حیاتِ نفیس‘‘ کتاب طباعت کے مراحل طے کر رہی ہے تو فرمانے لگے کہ: انتظار رہے گا۔ سوئے قسمت کتاب پہنچا نہ سکا اور استاذ محترم اپنے آخری سفر پر تشریف لے گئے۔

انہوں نے اپنی صلبی اولاد کے علاوہ ہزاروں تلامذہ علماء کرام، مشائخ عظام، حافظ وقرأ اساتذہ حدیث وتفسیر پسماندگان کی صورت میں چھوڑے، ان کی وفات صرف جامعہ خیر المدارس کے لئے ہی سانحہ نہیں بلکہ تمام عالَم اسلام کے لئے سانحہ ہے، کیونکہ ’’موت العالِم موت العالَم‘‘ ایک عالم دین کی وفات کا سانحہ صرف اس عالم کی وفات کا سانحہ نہیں، بلکہ عالَم اسلام کا سانحہ ہے۔ ان دنوں بہت سارے علماء کرام اس دنیا فانی سے عالم باقی کی طرف روانہ ہوگئے۔ اللہ پاک ان کا بدل عطا فرمائیں۔

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

قادیانیوں کے بارہ سوالات کے جوابات

دوسری قسط

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

قادیانی سوال نمبر۲:

’’اگر قادیانی جماعت کے پیروکار جھوٹے نبی کے پیروکار ہیں تو قادیانی جماعت ترقی کیسے کر رہی ہے۔‘‘

جواب:

حق و باطل کا معیار اکثریت اور اقلیت پر نہیں۔ حق والے کم ہوں یا زیادہ، امیر ہوں یا غریب، حق پر ہیں۔ باطل ہواؤں میں اڑے تو بھی باطل ہے۔ دنیا کی ترقی معیار نہیں۔ ورنہ ہمیشہ دنیا میں کفر کی حکومتیں ترقی پر تھیں اور ہیں اس وقت دنیا کی ترقی یافتہ سپر پاور طاقتیں غیر مسلم ہیں، کیا وہ حق پر ہیں؟ دنیا بھر کے چینلوں کی اکثریت فحاشی، عریانی کی داعی ہے، پھر تو عریانی وفحاشی حق پر ہے۔ غرض یہ معیار ہی سرے سے غلط ہے۔

۱......اگر قادیانی جماعت کو شوق ہے اس ترقی کو معیار بنانے کا تو لیجئے۔ ہم آپ کا یہ شوق بھی پورا کئے دیتے ہیں۔ ایک وقت تھا قادیانی پاکستان میں اقتدار کے خواب دیکھتے تھے۔ اب ان کا چوہڑوں کے ساتھ آئین میں نام لکھا ہوا ہے۔ کیا یہ ترقی ہے، اگر یہ ترقی ہے تو قادیانی جماعت کو مزید ان ترقیوں کی دعا کرنی چاہئے۔

۲......ایک وقت تھا کہ قادیانی پاکستان کے سربراہ بننے کے خواب دیکھتے تھے۔ اب قادیانی جماعت کے چیف گرو اور لاٹ پادری کو پاکستان کی دھرتی پر قدم رکھنے کی جرأت نہیں، یہ ترقی ہے تو تمہیں ایسی ترقیاں روز نصیب ہوں۔

۳......ہزار ہا قادیانیوں نے مرزا قادیانی پر لعنت بھیج کر اسلام قبول کیا۔ انہوں نے ملعون قادیان کو وہاں لکھا، جہاں کچھ نہیں لکھا جاتا۔ یہ ترقی ہے تو تمہیں مبارک ہو۔

۴......پوری دنیا کے مسلمان، شیطان سے زیادہ ملعون قادیان سے نفرت کرتے ہیں، یہ ترقی ہے تو تمہیں مبارک ہو۔

۵......آج بڑے سے بڑا قادیانی اپنے دفتر میں بیٹھ کر خود کو قادیانی کہنے سے اس طرح کتراتا ہے، جس طرح گندگی سے دنیا کتراتی ہے۔ ایک مسلمان کے نزدیک دنیا میں سب سے زیادہ قابل نفرت قادیانیت کا وجود ہے۔ یہ ترقی ہے؟ تو تمہیں مبارک ہو۔

۶......دنیا بھر کی مقامی عدالتوں سے سپریم کورٹ تک، پاکستان سے جنوبی افریقہ تک، آزاد کشمیر سے عرب ممالک تک، بلکہ رابطہ عالم اسلامی کے تحت دنیا بھر کے مسلمانوں نے قادیانی کفر پر اجماع منعقد کیا۔ یہ ترقی ہے، تو تمہیں مبارک ہو۔

۷......اسی ماہ جولائی ۲۰۲۰ء میں پاکستان کی صوبائی اسمبلیوں، قومی اسمبلی، سینٹ نے ’’خاتم النبیین‘‘ رحمت عالم ﷺ کے اسم گرامی کے ساتھ نصابی کتب اور سرکاری کاغذات میں لکھا جانا لازمی قرار دیا۔ جبکہ فیصلہ بھی ہے۔

(PLD 2019 Islam Abad 62)

> کسی زمانہ میں پاکستان میں ختم نبوت کا نام لینا جرم سمجھا جاتا تھا۔ اب صدر، وزیراعظم اس وقت تک صدارت، وزارت عظمیٰ کی کرسی پر بیٹھ نہیں سکتے، جب تک کہ ختم نبوت کا حلف اٹھا کر جھوٹے مدعی نبوت سے اپنی بیزاری کا اعلان نہ کریں

اس سے ختم نبوت کا بول بالا ہوا۔ منکرین ختم نبوت کا منہ کالا ہوا۔ یہ ترقی ہے تو تمہیں چندر چندارزاں ہو۔

۸......کسی زمانہ میں پاکستان میں ختم نبوت کا نام لینا جرم سمجھا جاتا تھا۔ اب صدر، وزیراعظم اس وقت تک صدارت، وزارت عظمیٰ کی کرسی پر بیٹھ نہیں سکتے، جب تک کہ ختم نبوت کا حلف اٹھا کر جھوٹے مدعی نبوت سے اپنی بیزاری کا اعلان

نہ کریں۔ یہ تمہاری ترقی ہے تو تمہیں مبارک ہو۔

۹...... دنیا کے تمام بر اعظموں کے مسلمانوں کے نزدیک تم (تمام قادیانی ذریۃ البغایا) کافر ہیں۔ یہ ترقی ہے تو تمہیں مبارک ہو۔

۱۰...... کسی مجلس میں کسی قادیانی کو کہہ دیں کہ تم قادیانی ہو تو وہ اس طرح کانپتا ہے جس طرح کہ اذان سے شیطان کانپتا ہے۔ یہ ترقی ہے تو تمہیں مبارک ہو۔ ہر قادیانی روح کے سرطان میں مبتلا ہے۔ ضرورت پڑنے پر قادیانی مرزا غلام احمد قادیانی کے کذب پر دستخط کر دیتے ہیں۔ ایسی ترقی تمہیں مبارک ہو۔

ہاں اگر پیسے کا نام ترقی ہے تو قارون قادیانیت سے زیادہ مال دار اور ترقی یافتہ تھا۔ اگر ڈش انٹینا کا نام ترقی ہے تو رات کو ڈش انٹینا والے قادیانیوں کے گھروں میں جو مرزا محمود کی راسپوٹینی منازل طے ہوتی ہیں، واقعی تمہاری اس ترقی کے ہم بھی قائل ہو گئے۔

مرزا محمود کے ہاں محارم کی تمیز نہ تھی، سگی بیٹی کے ساتھ مرزا محمود پر بدکاری کا الزام تمہارے قادیانیوں نے لگایا، تمہارے گھر کی کتابیں ہیں۔ یہ سب ترقی کے زینے ہیں، تو مسیلمہ دجال والی خیمے کی ترقی کے عقد و پیمان تمہیں مبارک ہوں۔

اس ترقی پر مبارک بادی کے بعد مزید ہم سے کیا چاہتے ہیں؟ یہ ترقیاں تمہیں مبارک۔ ہمیں اس سے معاف رکھا جائے۔ ہم جس طرح ملعون قادیان، شیطان مجسم سے پناہ چاہتے ہیں، ان ترقیوں سے بھی اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں۔

قادیانی سوال نمبر۳:

قرآن مجید سے بتایا جائے کہ دعائیہ کلمات (علیہ السلام، رضی اللہ عنہ) کسی دوسرے مسلمان کے لئے ادا نہیں کئے جاسکتے؟

جواب:

مسلمانوں کی بات زیر بحث نہیں۔ ہمارے نزدیک مرزا قادیانی، ابلیس، ابوجہل، فرعون سے بڑا ملعون اور کافر تھا۔ اس کے لئے علیہ السلام، اس کے ماننے والے عبدۃ الشیطان، ذریۃ البغایا، ابلیس کے چیلے، ان کے لئے رضی اللہ عنہ کا استعمال شریعت میں اجازت نہ قرآن وسنت میں۔

قادیانی سوال نمبر۴:

مرزا قادیانی نے اگر انگریزوں کے اچھے کاموں کی تعریف کی تو اس میں حرج کیا ہے، کیا کسی غیر مسلم حکومت کی تعریف کرنا غلط ہے؟

جواب:

مرزا قادیانی نے انگریز کے اچھے کاموں کی تعریف پر قناعت نہیں کی، بلکہ انگریز کے ایجنٹ، دلال، ٹوڈی، زلہ خوار، کفش بردار، جھولی چک، خوشامدی اور رذیل و ذلیل نوکر کی ٹی بی ایسا کردار ادا کیا ہے جسے پڑھ کر خود قادیانی خجالت ورذالت کے گہرے سمندر میں ڈوب جاتے ہیں۔

مرزا قادیانی نے کہا کہ: (۱) خدا تعالیٰ نے، رسول اللہ کی طرح انگریز کی اطاعت کو فرض قرار دیا، (۲) انگریز کے کافرانہ، جابرانہ اقتدار کو اپنے خود ساختہ الہام کی سند جواز بخشی، (۳) انگریز کی خوشنودی کو خدا کی خوشنودی کہا، (۴) انگریز کی مخالفت کو حرامیوں کا کام قرار دیا، (۵) انگریز سرکار دولت مدار کا خیر خواہ، (۶) انگریز گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ، (۷) خدا تعالیٰ سے عہد کیا کہ کوئی کتاب انگریز کے احسانات کے ذکر کے بغیر نہیں لکھوں گا، (۸) اپنی قوم کو انگریز کی سچی اطاعت و خیر خواہی کے لئے بلاؤں گا، (۹) انگریز گورنمنٹ کی ہمدردی کا پیغام، (۱۰) انگریز کی حمایت واطاعت میں اتنی کتابیں لکھیں کہ اس سے پچاس الماریاں بھر جائیں، (۱۱) میرے ماں باپ بزرگ انگریز کے اتنے خیر خواہ نہ تھے جتنا میں ہوں، (۱۲) گورنمنٹ کا دلی جانثار، (۱۳) انگریز کی حمایت میں سترہ سال سے متواتر پر جوش رہا، (۱۴) انگریز گورنمنٹ سے سرکشی خدا اور رسول سے سرکشی ہے، (۱۵) اللہ اس کے رسول نے مجھے انگریز کی حمایت کے لئے توجہ دلائی، (۱۶) انگریز اولی الامر ہیں، (۱۷) انگریز گورنمنٹ کا سایہ رحمت، (۱۸) پچاس ہزار کتابیں انگریز کی حمایت میں لکھیں، (۱۹) میرے باپ نے انگریز کو پچاس گھوڑے، پچاس لڑنے والے دیئے، (۲۰) میرے مرید انگریز گورنمنٹ کے سچے خیر خواہ اور مطیع ہیں، (۲۱) میری بیعت کی شرائط میں انگریز کی اطاعت شامل ہے، (۲۲) انگریز گورنمنٹ کا خیر خواہ اور دعا گو ہوں، (۲۳) انگریز گورنمنٹ ہمارے لئے مسلمان گورنمنٹ سے اچھی ہے، (۲۴) جہاد کی بیہودہ رسم، (۲۵) جہاد مطلقاً حرام، (۲۶) مکہ، مدینہ سے انگریز حکومت میں زیادہ آرام، (۲۷) ملکہ معظمہ زمینی نور، میں (مرزا) آسمانی نور، (۲۸) ملکہ کے نور نے مجھے زمین پر کھینچ لیا، (۲۹) گورنمنٹ کے لئے میں تعویذ ہوں، (۳۰) انگریز کا خود کاشتہ پودا ہوں۔ یہ تمام تصریحات روز روشن کی طرح مرزا قادیانی کی تحریرات میں واضح ہیں۔ آخر میں اس کے بیٹے مرزا محمود کا اعتراف حق و سچ بھی

ملاحظہ ہو۔

فخر اور شرم

”حضرت مسیح موعود نے فخریہ لکھا ہے کہ میری کوئی کتاب ایسی نہیں جس میں، میں نے گورنمنٹ کی تائید نہ کی ہو۔ مگر مجھے افسوس ہے کہ میں نے غیروں سے نہیں، بلکہ احمدیوں کو یہ کہتے سنا ہے۔ میں انہیں احمدی ہی کہوں گا، کیونکہ نابینا بھی آخر انسان ہی کہلاتا ہے کہ ہمیں مسیح موعود کی ایسی تحریریں پڑھ کر شرم آجاتی ہے۔ انہیں شرم کیوں آتی ہے۔ اس لئے کہ ان کی اندر کی آنکھ نہیں کھلی۔“ (خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان مندرجہ الفضل قادیان ج۲۰، نمبر۳ مورخہ ۲۷؍جولائی ۱۹۳۲ء، خطبات محمود ج۱۳، ص۵۰۰)

پرانا اعتراض

”ہمارے مخالفوں کا یہ ایک پرانا اعتراض ہے جو وہ حضرت مسیح موعود کے خلاف پیش کرتے رہے ہیں کہ آپ نعوذ باللہ گورنمنٹ کے خوشامدی تھے اور اس وقت ہم سے جدا ہونے والا احمدیوں کا گروہ بھی ہم پر یہ اعتراض کرتا ہے کہ تم گورنمنٹ برطانیہ کے خوشامدی ہو......اسی طرح غیر احمدی بھی اعتراض کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود نے نہ ان اعتراضوں کی پروا کی اور نہ ہم پروا کرتے ہیں۔“ (الفضل قادیان ج۳، نمبر۵۱، ص۳، کالم ۲، مورخہ ۱۹؍اکتوبر ۱۹۱۵ء)

اعتراضوں کی پرواہ کرنی بھی نہیں چاہئے، بے شرم ولد بے شرم۔ غدار ابن غدار ہونے کا بھی تقاضا یہی ہے کہ بالکل شرم نہیں کرنی چاہئے؟

”بے حیا باش وہر چہ خواہی کن۔“

ملعون قادیان کی ذلت آمیز خوشامد فرنگ اگر نبوت کا کام ہے تو پدر فرنگ اور پسر فرنگ (مرزا قادیانی) قادیانیوں کو مبارک ہوں۔

قادیانی ضمنی سوال نمبر۱:

مزید یہ کہ حضور اکرم ﷺ نے حبشہ کی حکومت کی بھی تعریف کی تھی؟

جواب:

کاش قادیانیوں کے قریب سے شرم وحیا کا گزر ہوجاتا تو وہ ملعون قادیان کے ذکر کے ساتھ رحمت عالم ﷺ کے ذکر مقدس کو جوڑنے کی جسارت نہ کرتے، لیکن وہ مارے بے شرمی کے مجبور، مقہور، مردود ومطرود ہیں۔ ایسا نہ کریں تو انہیں قادیانی کون کہے؟ حقائق کا قتل عام کرنے کی بجائے سینہ تھام کے سنو۔

جس شاہ حبش نجاشی کے متعلق رحمت عالم ﷺ نے ذکر خیر فرمایا، وہ مسلمان ہوا۔ اس کا غائبانہ جنازہ رحمت عالم ﷺ نے پڑھایا۔ وہاں سے عیسائیت رخصت ہوئی، وہ اسلامی ملک کہلایا۔ آج تک اسلامی ملک ہے۔ اس خطہ کے نمائندہ سیدنا حضرت بلالؓ مؤذن نبی ﷺ تھے۔ آج بھی جب حج یا عمرہ کے لئے حبش کے وفود آتے ہیں، حرمین شریفین کی ایک ایک اینٹ مبارک، پیغمبر اسلام کی صداقتوں کا سراپا تذکرہ اور سراپا شاہد عدل بن جاتی ہے۔ کہاں رحمت عالم ﷺ کے فیوضات وبرکات کی موسلادھار بارش تسلسل کے ساتھ چودہ صدیوں کی نورانی کرنوں کی شعاعوں کا ایمان افروز منظر اور کہاں زاغ برٹش، غلام افرنگ کی ٹیں ٹیں۔ دونوں کے تقابل کا تصور بھی سوئے ادبی، گستاخانہ اور احمقانہ جرأت ہے۔ سچ ہے کہ ہر قادیانی کا وجود اہانت رسول اللہ ﷺ کی چلتی پھرتی تصویر ہے۔ ان کی بدفطرتی وکمینگی ملاحظہ ہو کہ ملعون قادیان کا رحمت عالم ﷺ سے تقابل کرتے ہیں۔

قادیانی غور فرمائیں! کہ کیا مرزا قادیانی کی یہ برکات انگریز گورنمنٹ کے لئے ظہور فرما ہوئیں؟ شرم باید کرد۔

ملعون قادیان نے خود کو آسمانی نور اور ملکہ برطانیہ کو زمینی نور قرار دے کر اپنی آمد کو ملکہ برطانیہ کی کشش کا مصداق قرار دیا۔ اس ممسوح الفطرت سے کوئی پوچھے کہ کیا ملکہ کے زمینی نور میں اتنی کشش تھی کہ تمہیں اپنے خطہ میں وہ کشش لے آئی۔ تمہارے نور میں کیوں اتنی کشش نہ تھی کہ تم اس کی روحانی ترقی کردیتے اور وہ تثلیث کی بجائے توحید کی علم بردار بن جاتی۔

پھر ملعون قادیانی نے انگریز حکمرانوں کو خطوط لکھے۔ اس کا جواب گورنمنٹ سے پانے کے لئے زور صرف کیا، جواب میں ایک سطر نہ آئی۔ اس نے ایک کلمہ شاہانہ سے سرفرازی کی التجائیں کیں۔ مگر انگریز حکمران نے اسے در خور اعتناء نہ سمجھا۔ ملعون قادیان نے اپنی تمناؤں کے تحائف بھیجے، انگریز گورنمنٹ نے ان تمناؤں کے حصہ اسفل پر وہ درے رسید کئے کہ تمنائیں خون خون ہی نہیں، بلکہ خون کے فوارے جاری ہوگئے۔ مجھے اعتراف ہے کہ میں نے بہت درشت کلامی کو اختیار کیا، مگر اس کی تمام تر ذمہ داری بھی قادیانی سائل پر ہے جس نے مرزا قادیانی کی ذلیل خوشامد برٹش گورنمنٹ کے اثبات کے لئے پیغمبر اسلام ﷺ کی سیرت سے غلط اور گستاخانہ وملعونانہ استدلال کیا۔ قادیانیوں کو نہیں بھولنا چاہئے کہ تمہاری اس ملعونانہ جرأت کے جواب میں ملعون قادیان کے رنگین خانگی رازوں کے چیتھڑے اڑانا اور اس کو لیر لیر کرنا ہم

اپنا فرض سمجھتے ہیں۔تم ان حماقتوں سے باز نہ آئے تو نصرت ...... کے'' چٹے ککڑ والی حکیمی روایت'' تک بات پہنچے گی۔ پھر تمہیں احساس ہوگا کہ پیغمبر اسلام ﷺ کی عزت و ناموس کی پاسبانی میں مسلمان کتنے حساس ہیں۔تم چاہتے ہوکہ معاملہ یہاں تک رہے تو مرزا مسرور کو اپنے گماشتوں اور اوباشوں کو سلیقہ سے بات کرنے کا گر سکھلانا ہوگا۔ ورنہ تمہارے خلیفہ جس کے بیٹے کی شکل ڈرائیور سے ملتی تھی، قادیان کے قادیانیوں کے اس پر ناقابل تردید اور ہوشربا تبصرے وتذکرے ہمارے پاس محفوظ ہیں۔اس تھوڑے اشارہ کو کافی سمجھا جائے۔

قادیانی ضمنی سوال نمبر۲:

قادیانی ٹی وی چینل کے مطابق قادیانی جماعت تو اب بھی انگریزوں کے خلاف برسرپیکار ہے۔

جواب:

انگریزوں کے خلاف برسرپیکار یا انگریز کی زلہ خوار۔ پاکستان سے فرار ہوئے تو انگریز کے چرنوں میں جا کر آغوش مادر کی طرح سکون ملا۔ ان کے ٹکڑوں پر پلنے والے ان کے سایہ عاطفت میں پناہ گزیں، ان کے خلاف برسرپیکار کا دعویٰ کریں، تو یہی کہا جائے گا کہ ہماری بلی اور ہم سے ہی میاؤں۔ یا زبان بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجئے دہن بگڑا۔ یا مینڈکی کو زکام ہوگیا۔ لعنت برپسر فرنگ۔

قادیانی ضمنی سوال نمبر۳:

قادیانی ٹی وی چینل کے مطابق مرزا قادیانی نے تو (نعوذباللہ) انگریزوں عیسائیوں کے خدا کو مار ڈالا (حضرت عیسیٰ کی حیات کے عقیدے کو ختم کیا) تو مرزا قادیانی انگریزوں کا غلام کیسے ہوسکتا ہے؟

جواب:

سب سے پہلے تو توجہ طلب یہ ہے کہ دنیا کا سب سے بڑا ملعون وہ بدنصیب شخص ہوتا ہے جو کسی نبی کو مار ڈالے۔ اگر سیدنا مسیح علیہ السلام جیسے جلیل القدر پیغمبر ورسول، صاحب کتاب نبی کو مار ڈالا ہے تو مرزا قادیانی ابلیس سے بڑا ملعون تھا۔

۲...... اگر مار ڈالا سے مراد دعویٰ وفات ہے اور مرزا قادیانی کے اس فعل کو قادیانی قابل غور سمجھتے ہیں، تو بھی قادیانیوں کے اس دعویٰ کے مطابق واتفاقی طور پر یہ یہود کا لے پالک و متبنّیٰ تو ہوسکتا ہے، اس فعل کا داعی نہیں ہوسکتا۔ اس لئے کہ قرآن مجید کی نص قطعی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو مار ڈالنے کا سب سے پہلے دعویٰ یہود نے کیا تھا۔''انا قتلنا المسیح عیسی بن مریم رسول اللہ ''قتل مسیح کے دعویٰ دار اس سے پہلے یہود تھے۔ مرزا قادیانی نے بقول خود، یہود کے جھوٹے دعویٰ کی غلاظت اپنے منہ میں رکھ لی۔ جس طرح یہود جھوٹے تھے، قادیانی بھی جھوٹا ہے۔ فرق اتنا ہے کہ زمانہ کے اعتبار سے یہود باپ ہیں، مرزا قادیانی ان کا بیٹا ہے۔ باپ یہود کے راستہ کو بیٹے مرزا نے اپنا لیا۔اس راستہ پر چلا نہیں، بلکہ سرپٹ دوڑا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ علامہ اقبال نے فرمایا تھا کہ قادیانیت کا وجود یہودیت کے خمیر سے اٹھایا گیا ہے۔ قادیانیت اپنے اصل کے اعتبار سے یہودیت کی طرف راجع ہے۔ جس طرح یہود کے اس دعویٰ ''انا قتلنا المسیح '' کو قرآن مجید نے ''وما قتلوہ یقیناً'' سے رد فرمایا۔اسی طرح ملعون قادیان کے دعویٰ کو بھی ''وما قتلوہ وما صلبوہ '' سے رد فرمایا۔ جس طرح ملعون یہود کا دعویٰ کہ ہم نے مسیح کو مار ڈالا، غلط اور کذب محض تھا۔اسی طرح ملعون قادیان کا دعویٰ کہ ہم نے مسیح کو مار ڈالا بھی کذب محض، دجل وتلبیس کا شاہکار اور غلط ہے۔اس دعویٰ کے باعث یہود ملعون قرار پائے۔ اسی طرح اس دعویٰ کے باعث مرزا قادیانی بھی پرلے درجہ کا ملعون وکذاب قرار پاتا ہے۔اسے کہتے ''طابق النعل بالنعل '' یا '' جتھے دی کھوتی اوتھے آن کھلوتی۔'' یہود ہوں یا قادیانی، مسیح کو مارنے کے دعویٰ میں دونوں جھوٹے ہیں۔انہوں نے مسیح کو نہیں مارا بلکہ یہ کافرانہ مؤقف اختیار کر کے کفر کا پیالہ پی کر ذلت کی موت سے خود دوچار ہوئے۔

قادیانی سوال نمبر۵:

قادیانی جماعت کے ٹی وی چینل کے پروگرام میں قادیانی مربی کا کہنا تھا کہ مسیلمہ کذاب کے خلاف کارروائی اس کے دعویٰ نبوت کی وجہ سے نہیں کی گئی تھی، بلکہ بغاوت کی وجہ سے کی گئی تھی؟

جواب:

پوری قدیم اسلامی تاریخ کی امہات الکتب کا اس پر اتفاق ہے کہ مسیلمہ کذاب کے خلاف بوجہ ارتداد جنگ کی گئی۔ ہر کتاب کے ہر صفحہ پر مسیلمہ کے ذکر کے ساتھ اس کے خلاف محاربہ کی وجہ، ارتداد کو قرار دیا گیا ہے۔ رہے مسیلمہ کے دوسرے شنیعہ افعال، ان کا تو جنگ کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو علم ہوا جیسا کہ تاریخ میں مصرح ہے۔ بایں وجوہ بنو مسیلمہ قادیانی اپنی ہانکے جائیں تو لگام نار کے سوا اُن کا کیا علاج ہے؟

(جاری ہے)

ہجرت اور ہجری کیلنڈر

مولانا عبدالقادر صدیقی

ہجر، ہجراں اور ہجرت کے لغوی معنی ہیں کسی چیز سے بیزار اور دل برداشتہ ہوکر اس کو چھوڑ دینا، اور عرف عام میں ''ہجرت'' کا لفظ مطلقاً ترک وطن کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ شرعی لحاظ سے ہجرت کی حقیقت اپنے ایمان کی حفاظت کی خاطر اپنے مادر وطن کو چھوڑ دینا ہے۔ چنانچہ انبیاء سابقین میں سے حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت داؤد علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ہجرت مثال ہے کہ وہ بحکم الٰہی اس کی دعوت سے دست بردار ہوکر، کہیں اور چلے گئے۔ یہاں تک کہ جب باری آئی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تو آپ بھی مشرکین مکہ کی پیہم اذیتوں سے تنگ آکر اور مدینہ کی سرزمین کو اسلام و مسلمانوں کے لئے سازگار پا کر حکم خداوندی کے تحت اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کے ہمراہ مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت فرماگئے۔

پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیقؓ کو ساتھ لے کر ۲۶ رصفر، بمطابق ۹ رستمبر ۶۲۲ء کو ترپن برس کی عمر میں مکہ سے پانچ میل کی دوری پر ''غار ثور'' پہنچ گئے۔ کفار تلاش بسیار کے باوجود اپنے مقصد میں ناکام و نامراد رہے اور آپ جمعہ کے دن ۱۲ ربیع الاول کو مدینہ کی مضافاتی بستی ''قباء'' میں تشریف لائے، جہاں اس دوران حضرت علیؓ بھی آگئے۔ آپ وہاں چودہ راتوں تک قیام فرمانے کے بعد جمعہ کے روز روانہ ہوئے اور اسی روز شام حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے گھر پہنچے۔

سنہ ہجری کی ابتداء:

اسلامی تقویم اور اسلامی تاریخ کا آغاز آپ کے قباء میں پہنچنے کے دن سے ہوتا ہے۔ جس کا پس منظر یہ ہے کہ جب حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں اسلامی فتوحات اور حکومتی کام میں وسعت پیدا ہوئی تو ایک باقاعدہ سنہ تاریخ کی

> حضرت علی المرتضیٰؓ کی رائے کے مطابق متفقہ طور پر اسلامی تاریخ کا سنہ ہجرت کے مہتم بالشان سال کو قرار دیا گیا

ضرورت پیش آئی۔ چنانچہ آپ نے ہنگامی طور پر اکابر صحابہ کرامؓ کو جمع کیا اور فرمایا کہ جب تک سال کا تعین نہ ہو، اس وقت تک لوگ اپنے کاروبار اور لین دین وغیرہ کے سلسلے میں حتمی تاریخوں کا تعین کیا کریں۔ چنانچہ لوگوں نے اہل فارس کے کیلنڈر اور بعض نے رومیوں کے کیلنڈر کو اپنانے کی تجاویز پیش کیں، جسے آپ نے مسترد کردیا۔ چند حضرات نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یوم ولادت کو اسلامی تاریخ کے آغاز کے لئے اختیار کرنے کی صلاح دی، کچھ صحابہ کرامؓ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مبارک کے دن سے اور کسی نے آپ کی وفات سے اسلامی سنہ کی ابتدا مقرر و متعین کرنے کی رائے دی۔ لیکن کافی غور و خوض اور بحث و مباحثہ کے بعد حضرت علی المرتضیٰؓ کی رائے کے مطابق متفقہ طور پر اسلامی تاریخ کا سنہ ہجرت کے مہتم بالشان سال کو قرار دیا گیا۔ اس کی تائید سہل بن سعد سے مروی بخاری نے کی اور اس پر یہ روایت بھی ہے: ''تاریخ کی ابتدا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت یا وفات سے نہ کرو، بلکہ آپ کی ہجرت سے کرو، جس میں انسانیت نے عقیدہ و ایمان، صبر و ثبات اور شجاعت و حوصلہ مندی کا ایک قیمتی خزانہ دریافت کیا تھا۔''

حضرت عثمان غنیؓ کی رائے سے اسلامی تاریخ کے سنہ کا پہلا مہینہ محرم الحرام کو متعین کیا گیا، حالانکہ قیاس کا تقاضا تو یہ تھا کہ سنہ ہجری کی ابتدا ربیع الاول سے ہوتی، اس لئے کہ آپ اسی ماہ مبارک میں مدینہ منورہ میں رونق افروز ہوئے۔ چنانچہ ائمہ کرام میں سے امام مالک کا صحیح ترین قول یہی ہے لیکن بجائے ربیع الاول کے محرم الحرام سے اس لئے ابتدا کی گئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کا ارادہ محرم ہی سے فرماچکے تھے۔ اس کے علاوہ یہ اہمیت بھی پیش نظر تھی کہ یہ مہینہ ہمیشہ عربوں اور مسلمانوں میں حرمت والا رہا۔ بہرحال یہ فیصلہ ۲۰ رجمادی الاخریٰ ۱۳ھ مطابق ۹ رجولائی ۶۳۸ء کو ہوا تھا۔ افسوس صد افسوس کہ آج مسلمان اپنے اس مذہبی شعار سے بالکل بے خبر ہیں، حالانکہ یہ شعائر اسلام میں سے ہے کہ ہمیں قمری مہینے اور سنہ ہجری میں لکھنا چاہیے۔

☆☆..................☆☆

پانچ روزہ سالانہ

تحفظ ختم نبوت تربیتی کورس، کراچی

دوسری قسط

ضبط وترتیب: مولانا محمد قاسم

دوسرا دن، ۲۶؍جولائی بروز اتوار: آج حسب معمول صبح ۷:۳۰ بجے تلاوت قرآن کریم اور شرکائے درس کی حاضری کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد مدظلہ نے اپنے موضوع ”قادیانیوں سے گفتگو کا طریقہ کار“ پر سیر حاصل گفتگو کی، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی زندگی کے تین ادوار ہیں: پہلا دور ۱۸۴۰ء سے ۱۸۸۰ء تک، دوسرا دور ۱۸۸۱ء سے ۱۹۰۰ء تک اور تیسرا آخری دور ۱۹۰۱ء سے ۲۶؍مئی ۱۹۰۸ء (اس کی موت کے دن) تک۔ مرزا نے اپنی زندگی کے دوسرے دور میں ڈھائی سو سے زیادہ دعوے کئے جن میں ملہم من اللہ، مجدد، مہدی، مثیل مسیح، مسیح موعود اور ظلی بروزی نبوت کے چیدہ چیدہ دعاوی شامل ہیں، اور سب سے آخر میں اس نے مستقل صاحب شریعت رسول ہونے کا دعویٰ کیا۔ اس کا اصل ہدف یہی تھا، جس تک پہنچنے کے لئے اس نے پہلے مختلف دعووں کے مدارج طے کئے۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے جس قسم کی نبوت کا دعویٰ کیا وہ خاص ہے، لہٰذا اس دعوے کے ثبوت کے لئے دلیل بھی خاص ہونی چاہئے، کیونکہ قاعدہ ہے کہ دعویٰ عام تو دلیل بھی عام اور دعویٰ خاص تو دلیل بھی خاص، لیکن مرزا کے اس خاص دعوے کے ثبوت میں کوئی بھی دلیل قرآن وسنت اور اجماع امت سے نہیں ملتی، حتی کہ کوئی ضعیف قول بھی اس پر پیش نہیں کیا جاسکتا۔ دلیل صاف، صریح اور غیر معارض ہونا ضروری ہے جبکہ مرزا کے دعووں کی عمارت بودے دلائل کی بنیاد پر قائم ہے۔ لہٰذا ان اصولوں کو یاد رکھنے کی ضرورت ہے، ان اصول وقواعد پر کوئی قادیانی کبھی بھی مرزا کے دعویٰ ہائے نبوت کو ثابت نہیں کرسکتا۔

دوسرا سبق: ۸:۰۰ بجے مولانا محمد رضوان (ذمہ دار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع شرقی) نے ”قادیانی پیش گوئیاں“ کے عنوان پر گفتگو کی۔ آپ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے تمام انبیاء کرام علیہم السلام ہمیشہ سچے ہوتے ہیں، ان کی کوئی پیش گوئی غلط ثابت نہیں ہوتی، کیونکہ وہ اپنی طرف سے نہیں بلکہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دیتے ہیں، جبکہ نبوت کا جھوٹا دعویدار مرزا غلام احمد قادیانی اس میدان ”پیش گوئیوں“ میں ہمیشہ ناکام ہی رہا ہے۔ مرزا نے خود سچ وجھوٹ کا معیار اپنی پیشگوئیوں کو بنایا ہے۔ مرزا کہتا ہے کہ: ”اگر میری ایک پیشگوئی بھی غلط ہوجائے تو میں کاذب“ (خزائن، ج:۱۷، ص:۴۱۶) اب مرزا کی پیشگوئیوں میں سے صرف ایک لے لیں، پیشگوئی کرتا ہے کہ: ”ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔“ (تذکرہ، ص:۵۸۴) یہ پیشگوئی اس نے ۱۹۰۶ء میں کی لیکن مکہ مدینہ میں مرنا تو دور کی بات ہے، پوری زندگی میں ایک بار بھی وہاں نہ جاسکا اور ۱۹۰۸ء میں لاہور میں ہیضہ کی بیماری میں مبتلا ہوکر پاخانہ میں گر کے مرگیا۔ کیا اب بھی قادیانیوں کی آنکھیں کھول دینے کے لئے یہ بات کافی نہیں ہے؟

تیسرا سبق: ۸:۳۰ بجے مولانا محمد شعیب کمال (ذمہ دار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع غربی) نے ”الہامات مرزا“ کے عنوان پر اپنے درس میں کہا کہ الہام کہتے ہیں: ”کسی خیر اور اچھی بات کا بلانظر وفکر اور بلا کسی سبب ظاہری منجانب اللہ قلب میں القاء ہونا۔“ اور جو علم بطریق حواس حاصل ہو وہ ادراک حسی ہے۔ وحی اور الہام میں فرق یہ ہے کہ وحی نبوت قطعی ہوتی ہے، معصوم عن الخطا ہوتی ہے اور اللہ کے نبی پر اس کی تبلیغ فرض اور امت پر اس کا اتباع لازم ہوتا ہے، احکام شریعہ وحی سے مستنبط ہوتے ہیں۔ غیر نبی کا الہام قطعی، معصوم عن الخطا نہیں ہوتا اور یہ الہام کسی پر حجت ہوتا ہے نہ ہی کسی حکم شرعی کو ثابت کرتا ہے۔ الہام کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ کتاب اللہ، سنت رسول اللہ کے خلاف نہ ہو تو اس پر عمل کرنا صرف جائز ہے، واجب نہیں ہے۔ اور جو الہام کتاب وسنت کے خلاف ہو تو اس پر عمل کرنا بالاجماع جائز نہیں۔ یہ الہام ربانی نہیں بلکہ الہام شیطانی ہے۔ ان تمہیدات کے بعد ہم مرزا غلام احمد قادیانی کے الہامات کو پرکھیں تو نظر یہ

آتا ہے کہ: ''ایک دفعہ کی حالت یاد آئی کہ انگریزی میں اول یہ الہام ہوا: آئی لو یو یعنی میں تم سے محبت رکھتا ہوں.... اور اس وقت ایک ایسا لہجہ اور تلفظ معلوم ہوا گویا ایک انگریز ہے جو سر پر کھڑا بول رہا ہے۔'' (براہین احمدیہ،ص:۴۸۰) ایک اور الہام میں کہتا ہے: ''ربنا عاج، ہمارا رب عاجی ہے۔ اس کے معنی ابھی تک معلوم نہیں ہوئے۔'' (براہین احمدیہ،ص:۵۵۶) کسی پر مخفی نہیں کہ یہ مہمل، فضول، لغو، بے کار اور بے فائدہ ومقصد قسم کی باتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہوسکتیں۔ اسی طرح مرزا کے الہام مختلف زبانوں میں ہوتے تھے اور بعض الہاموں کے معانی اسے معلوم ہی نہیں ہوتے تھے جبکہ بسا اوقات کسی فارسی شعر یا ضرب المثل کو اپنے الہام کی شکل دے دیا کرتا تھا، ایسا سرقہ کرنے والا خدا کا نبی نہیں ہوسکتا اور نہ ہی اس کی باتیں الہام کا درجہ رکھتی ہیں۔

چوتھا سبق: جامعہ انوار القرآن (ناگن چورنگی) سے رئیس تخصص فی الفقہ مفتی نصر اللہ صاحب ہمارے مہمان مدرس تشریف لائے اور ''قادیانیت کے خلاف فتاویٰ'' کے زیر عنوان اپنی گفتگو میں انہوں نے کہا کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری دور میں دعویٰ نبوت کرنے والے اسود عنسی کو قتل کروایا، طلیحہ اسدی کی سرکوبی کے لئے لشکر روانہ فرمایا، (طلیحہ، حضرت عمرؓ کے دور میں تائب ہوکر مشرف بہ اسلام ہوگیا تھا) اور مسیلمہ کذاب کو دجال وکذاب اور فتنہ قرار دیا۔ یہ تمام واقعات امت کے لئے اسوۂ عمل ہیں کہ منکرین ختم نبوت کے خلاف فتاویٰ کیسے جاری کئے جائیں؟! چنانچہ مفتی قرآن کریم، حدیث نبوی، اور اکابر امت کے اقوال وارشاد کو سامنے رکھ کر فتویٰ جاری کرتا ہے۔ یہی اسلوب قیامت تک کے لئے ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دعویٰ نبوت کرنے والوں سے کوئی وضاحت طلب نہیں کی گئی کہ کس قسم کی نبوت کے تم دعویدار ہو کیونکہ ''لا نبی بعدی'' میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مطلقاً فرمادیا کہ کسی قسم کا تشریعی، غیر تشریعی، ظلی بروزی نبی نہیں آسکتا۔ خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ کو سامنے رکھا اور مسیلمہ کذاب کا مکمل قلع قمع کردیا۔ امام اعظم ابوحنیفہؒ نے مدعی نبوت سے دلیل طلب کرنا بھی کفر قرار دیا ہے۔ فتنۂ قادیانیت کے خلاف سب سے پہلے فتویٰ علمائے لدھیانہ نے دیا، جو آج تک قادیانیت کے خلاف دیئے جانے والے تمام فتویٰ کے لیے خشت اول کی حیثیت رکھتا ہے۔ مرزا قادیانی اور اس کے زمانہ میں اس پر ایمان لانے والے مرتد کا حکم رکھتے ہیں، جبکہ آج ان کی اولاد اور اولاد در اولاد یعنی پیدائشی ونسلی قادیانی زندیق کا حکم رکھتے ہیں اور زندیق کا حکم مرتد سے سخت ہے۔ علماء کرام کے انہی فتاویٰ کی روشنی میں ۱۹۳۵ء میں بہاولپور کی عدالت نے مشہور مقدمہ میں قادیانی مرد اور مسلمان عورت کا نکاح فسخ کیا تھا۔ سبق کا دورانیہ ۹ تا ۱۰ بجے رہا۔

پانچواں سبق: ''اکابر اسلام پر الزامات''

آج دوسرے روز کے پانچویں سبق میں اس موضوع کے تحت مولانا مفتی محمد نعمان (استاذ الحدیث جامعہ انوار العلوم، مہران ٹاؤن) نے لیکچر دیا اور اکابر اسلام کی جن عبارتوں سے قادیانی طبقہ نے انکار ختم نبوت پر استدلال کرنے کی کوشش کی ہے، ان کے جوابات سے طلبا کو آگاہ کیا۔ مثلاً: حضرت عائشہؓ کا یہ قول کہ: ''قولوا خاتم النبیین ولا تقولوا لا نبی بعدہ'' (یعنی تم یہ تو کہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، لیکن یہ نہ کہا کرو کہ آپ کے بعد نبی نہیں آئے گا) تو قادیانی کہتے ہیں کہ اس کا مطلب ہوا کہ آپ کے بعد نبی آسکتے ہیں۔ اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ مسند احمد میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''نبوت کا سلسلہ ختم ہوچکا سوائے مبشرات کے... اور مبشرات وہ اچھے خواب ہیں جو انسان خود دیکھتا ہے یا اس کے لئے کوئی اور دیکھتا ہے۔'' اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عائشہؓ اس بات کی قائل نہیں ہیں کہ آپ کے بعد نبی آسکتا ہے اور پہلی والی روایت بیان کرنے سے حضرت عائشہؓ کا مقصد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے نہ آنے سے یہ مت سمجھنا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی نہیں آئیں گے، کیونکہ وہ آسمانوں پر زندہ ہیں اور قرب قیامت میں نزول فرمائیں گے۔

اسی طرح مشہور صوفی بزرگ شیخ ابن عربیؒ کی کتاب ''الفتوحات المکیہ'' کو لے کر قادیانی یہ الزام تراشی کرتے ہیں کہ انہوں نے اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد غیر تشریعی نبی کے آنے کا ذکر کیا ہے اور مرزا قادیانی بھی غیر تشریعی نبی تھا۔ اس شبہ کا حل علامہ شعرانیؒ نے ''الیواقیت والجواہر'' میں یوں پیش کیا ہے کہ علامہ ابن عربیؒ نے یہ بات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کو مدنظر رکھ کر ارشاد فرمائی ہے، کیونکہ قرب قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی کی حیثیت

سے ہوگا نہ کہ مستقل اور صاحب شریعت نبی کی حیثیت سے، احادیث میں مذکور ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام، خاتم النبیین حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی شریعت کا نفاذ کریں گے نہ کہ اپنے دین عیسائیت کا۔ علامہ ابن عربیؒ پر اٹھنے والے اس قسم کے اعتراضات کے حل کے لئے علامہ شعرانیؒ کی ایک اور کتاب ’’الکبریت الاحمر فی بیان علوم الشیخ الاکبر‘‘ بھی ملاحظہ کی جائے۔

چھٹا سبق: ’’آج کے روز آخری سبق میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مبلغ مولانا عبدالحی مطمئن نے ’’تحفظ ختم نبوت کا کام‘‘ کے زیر عنوان اپنی گزارشات میں کہا کہ تحفظ ختم نبوت کے کام میں مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر متحد و متفق ہیں۔ آپس کے فروعی اختلافات سے قطع نظر اصولی اور بنیادی عقائد کے تحفظ کے لئے عملی میدان میں تمام مسلمانوں نے ہمیشہ لازوال کردار ادا کیا ہے اور آج بھی کررہے ہیں۔ ۱۹۵۳ء کی پہلی تحریک ختم نبوت میں امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے مولانا ابوالحسنات قادریؒ کو قائد بنایا، جیل میں یہ اکابر باہم شیر وشکر رہے۔ مولانا نے ان اکابرین کی باہمی محبت ومزاح کے بھی کئی واقعات سنا کر حاضرین کو بیدار و تروتازہ رکھا۔ آپ نے طلبا کو ترغیب دی کہ ردِ قادیانیت کے عنوان پر اپنے اکابر واسلاف کی کتب کا مطالعہ کر کے بھرپور تیاری کریں اور اس فتنہ کے سدباب کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دست وبازو بنیں۔ مجلس کے دستور ومنشور اور اکابرین مجلس کی ہدایات پر عمل پیرا رہتے ہوئے مجلس کے کام کو پھیلائیں اور ختم نبوت کے کاز کو مضبوط بنائیں۔

(جاری ہے)

معاہدہ

بنت اقلیم قدوائی

معاہدہ ایک چھوٹا سا چھ حرفی لفظ ہے، مگر معنوی طور پر یہ ایک ایسا قول وقرار یا عہد و پیمان ہوتا ہے جو دو یا زائد لوگوں کے درمیان باندھا جاتا ہے۔ کبھی کبھار یہ معاہدے صدیوں پر محیط ہوتے اور کبھی کچھ لمحوں کے مہمان ہوتے ہیں!

معاہدہ لوزان ۲۴؍جولائی ۱۹۲۳ء کو سوئٹزرلینڈ کے شہر لوزان میں جنگ عظیم اول کے اتحادیوں اور ترکی کے درمیان طے پایا گیا، جس کے تحت یونان، بلغاریہ اور ترکی کی سرحدیں متعین کی گئیں اور قبرص، عراق اور شام پر ترکی کا دعویٰ ختم کرکے دونوں ممالک کی سرحدوں کا تعین کیا گیا۔ اس معاہدے کے تحت جمہوریہ ترکی کو عالمی سطح پر تسلیم کیا گیا تھا اور اب اس معاہدے کے ختم ہونے کا وقت قریب آچکا ہے، جس کے لئے ترکی نے بھرپور تیاری شروع کردی ہے۔ ترک مسلمانوں کو ذہنی طور پر تیار کیا جارہا کہ جس خلافت عثمانیہ کو ٹکڑے ٹکڑے کردیا گیا تھا، اب اس خلافت کو جوڑنے کا وقت آن پہنچا ہے۔ کمر کس لو اور اپنے اندر کے سوئے ہوئے مومن کو جہاد فی سبیل اللہ کے لئے تیار کرو!

مگر جہاں ترکی کے ابھرتے ہوئے تشخص نے کفار کا پتا پانی کردیا ہے وہیں کچھ اسلامی ممالک بھی ترکی کے ارتغرلوں سے خوفزدہ دکھائی دے رہے ہیں، جس کے لئے انہیں کچھ نئے معاہدوں کی ضرورت پیش آرہی ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ امت مسلمہ کی سب سے بڑی بدقسمتی یہ رہی ہے کہ ان میں اتحاد کا شدید فقدان پایا جاتا ہے اور بیرونی سازشوں سے زیادہ اندرونی سازشوں نے مسلمان ریاستوں کو کمزور کرکے شدید نقصان پہنچایا ہے، جس کا کفار نے بھرپور فائدہ اٹھایا اور پچھلے ادوار کی طرح آج بھی یہی کھیل جاری وساری ہے۔

حالیہ اطلاعات کے مطابق متحدہ عرب امارات نے اسرائیل کو تسلیم کرلیا ہے۔ فلسطینیوں کا خون پینے والا اسرائیل آج عرب دنیا میں معتبر ٹھہرایا جارہا ہے اور نہتے فلسطینی اپنی ناقدری پر آزردہ ہیں مگر شہیدوں کا خون کبھی رائیگاں نہیں جاتا ہے اور شہید مرکر بھی زندہ رہتے ہیں۔

دنیا کے تیزی سے بدلتے ہوئے حالات اور واقعات ایک نئے طلوع ہوتے ترکی اور کچھ غروب ہوتے ممالک کی طرف اشارہ کررہے ہیں۔ جب طاقت اور قوت کا نشہ سر چڑھ کر بولنے لگتا ہے، انسان خود کو اعلیٰ وارفع سمجھنے لگتا ہے اور اپنے ہی جیسے انسانوں کو چیونٹی جیسی ننھی مخلوق سمجھ کر پیروں تلے روندنے لگتا ہے، تو پھر اس چڑھتے نشے کو اتارنے کے لئے قدرت کا طاقتور نظام حرکت میں آجاتا ہے، اس وقت انسان کو پتہ چلتا ہے کہ قدرت کے قوی نظام سے ٹکر لینا انسان کے بس کی بات نہیں، کیونکہ انسان بذات خود، قدرت ہی کی پیداوار ہے!

اے کافرو! ڈرو اس وقت سے جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ تمہاری درازرسی کو کھینچ کر تمہیں ہوا میں معلق کردے، پھر نہ تمہارا کوئی مددگار ہوگا اور نہ ساتھی!

شہیدوں کا لہو وہ درد ہے جس کی چمک دل میں
کئی چہرے بناتی، کئی یادیں اگاتی ہے
انہی چیزوں، انہی یادوں سے بنتی ہیں وہ تصویریں
کہ جن سے قوم اپنا قصر مستقبل سجاتی ہے!

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے عدالتی تحقیقاتی کمیشن کے

سات سوالات کا جواب الجواب

مرزائیوں سے ہائی کورٹ کے ۷سوالات.... مرزائیوں کے مغالطہ آمیز جوابات اور مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھری ؒ کا تاریخی جواب الجواب!

سوالات

۱...... جو مسلمان، مرزا صاحب کو نبی بمعنی ملہم اور مامور من اللہ نہیں مانتے کیا وہ مؤمن اور مسلمان ہیں؟

۲...... جو شخص مرزا غلام احمد کو نبی نہیں مانتا کیا وہ کافر ہے؟

۳...... ایسے کافر ہونے کے دنیا اور آخرت میں کیا نتائج ہیں یعنی اگر غلام احمد کو نبی نہ ماننا کفر ہے تو ایسے کفر کے دنیا اور آخرت میں کیا نتائج ہیں؟

۴...... کیا مرزا صاحب کو رسول کریم ﷺ کی طرح اور اسی ذریعہ سے الہام ہوتا ہے؟

۵...... کیا احمدیہ عقیدہ میں شامل ہے کہ ایسے شخص کا جنازہ جو مرزا صاحب پر یقین نہیں رکھتے بے فائدہ ہے؟

۶...... کیا احمدی اور غیر احمدی میں شادی جائز ہے؟

۷...... احمدیہ فرقہ کے نزدیک امیر المؤمنین کی خصوصیت کیا ہے؟ (آخری قسط)

مسلمان کی تعریف:

اللہ تعالیٰ کو ایک اور محمد رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا رسول ماننا۔ جب اللہ تعالیٰ کو ایک مان لیا تو گویا وہ ''لاشریک'' ہوا اور اس کے جملہ احکام سچے ہوئے۔ جب پیغمبر علیہ السلام کو سچا رسول مان لیا تو گویا جو باتیں اللہ تعالیٰ سے علم پاکر (نبی کوئی بات بغیر اطلاع ربانی نہیں کرتا) آپ نے بیان فرمایا۔ سب کو درست تسلیم کیا۔ سمجھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کو ماننا یہ ہے کہ وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اس کے جملہ فرمان سچے ہیں اور پیغمبر کو ماننے کے یہ معنی ہیں کہ آپ ﷺ کا یہ دعویٰ کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جملہ بنی نوع انسان کی طرف ہدایت دے کر بھیجا گیا ہوں۔ درست ہے اور آپ ﷺ کے جملہ احکام اور ہدایات صحیح ہیں۔

اب قرآن وسنت اور اجماع صحابہ وامت سے مسلمان کی مختلف موقعوں پر منقول تعریفیں نقل کی جاتی ہیں۔ اصل تعریف میں کوئی اختلاف نہ ہوگا۔ بلکہ کسی جگہ اجمال کسی جگہ تفصیل کسی جگہ تعمیم بعد از تخصیص اور کسی جگہ تخصیص بعد از تعمیم یا مکملات ایمان یا کسی جملہ کی شرح درج ہوگی۔ مسلمان وہ ہے جو زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق کرے کہ:

۱...... ''آمنت باللہ کما ھو باسمائه وصفاته وقبلت جمیع احکامه''

۲...... ''اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحده لا شریک له واشھد ان محمدًا عبده ورسوله''

۳...... ''آمنت باللہ وملٰئکته وکتبه ورسله والیوم الاٰخر والقدر خیره وشره من اللہ تعالٰی والبعث بعد الموت''

۴...... ''ذالک الکتٰب لا ریب فیه ھدًی للمتقین الذین یؤمنون بالغیب ویقیمون الصلٰوة ومما رزقنٰھم ینفقون والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالاٰخرة ھم یوقنون''

۵...... ''اٰمن الرسول بما انزل الیه من ربه والمؤمنون کل اٰمن باللہ وملٰئکته وکتبه ورسله لا نفرق بین احد من رسله...... الخ''

۶...... ''یٰایھا الذین اٰمنوا اٰمنوا باللہ ورسله والکتاب الذی نزل علٰی رسوله والکتاب الذی انزل من قبل ومن یکفر باللہ وملٰئکته وکتبه ورسله والیوم الاٰخر فقد ضل ضلالا بعیدا''

۷...... ''قولوا اٰمنا باللہ وما انزل الینا وما انزل الٰی ابراھیم واسمٰعیل واسحٰق

(باقی صفحہ 25 پر)

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی و تبلیغی اسفار

خان پور بگا شیر میں خطبۂ جمعہ: حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانیؒ کے ایک عزیز اور خلیفہ پیر محمد طاہر کا مزار پُرانوار اس قصبہ میں واقع ہے، جو مظفر گڑھ سے جھنگ روڈ پر چند کلو میٹر کے فاصلہ پر ہے۔ علاقائی احباب کی روایت کے مطابق بزرگ مذکور ایک مرتبہ سفید رنگ کے شیر پر سوار دیکھے گئے تو بابا بگا شیر (سفید شیر) کے نام سے مشہور ہوگئے۔ موصوف حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانیؒ کے بھانجے تھے، تقسیم کے بعد ایک مجود قاری بلکہ استاذ القراءؒ حضرت قاری امیر الدینؒ کہروڑ پکا لودھراں میں قیام پذیر ہوئے، جو استاذ القراءؒ حضرت قاری فتح محمد مہاجر مدنیؒ اور حضرت مولانا گل شیر شہیدؒ کے ساتھیوں میں سے تھے انہوں نے مدرسہ حفظ القرآن کے نام سے حفظ و ناظرہ اور تجوید و قرأت کا ادارہ قائم کیا۔ جہاں سے سینکڑوں طلبا کرام نے قرآن پاک حفظ کیا اور تجوید و قرأت کی تعلیم حاصل کی۔ ان کے ایک شاگرد مولانا قاری محمد ادریسؒ نے ۱۹۶۰ء میں مدرسہ محمود العلوم کے نام سے ادارہ قائم کیا اور اس کا سنگ بنیاد بھی اپنے استاذ محترم مولانا قاری امیر الدینؒ متوفی ۱۹۶۹ء سے رکھوایا۔ قاری محمد ادریس کا ابھی علاقہ میں بہت فیض پھیلا۔ ان کا اصلاحی تعلق حضرت اقدس مولانا فضل علی قریشیؒ کے ایک خلیفہ مولانا محمد سعید افغانیؒ مدفون کبیر والا، والد محترم امام الملوک والسلاطین مولانا سیّد عبدالقادر آزادؒ سے تھا۔ حضرت شیخ علاقہ میں تشریف لاتے اور کئی کئی روز قیام فرماتے، جس سے سینکڑوں لوگ ان سے اللہ اللہ سیکھ کر اپنے دل کی دنیا آباد کرتے۔ مولانا سیّد محمد سعید افغانی مستجاب الدعوات بزرگ تھے۔ موصوف سے انسانوں کے علاوہ جنات نے بھی فیوض و برکات حاصل کیں۔ مولانا سیّد عبدالقادر آزادؒ نے سنایا کہ والد محترم کے جنات بھی مرید تھے۔ ایک مرتبہ والد محترم نے اپنے جنات مریدین سے فرمایا کہ کسی بڑی عمر کے جن سے ملاقات کرائیں تو مریدین نے کہا کہ ایک بڑی عمر کے جن کراچی میں قیام پذیر ہیں۔ ان سے درخواست کی گئی تو انہوں نے فرمایا کہ اگر مولانا تشریف لائیں گے تو انہیں وقت ہوگی میں آ جاتا ہوں بشرطیکہ جہاں مولانا تشریف فرما ہوں وہ ارض کسی کی ناجائز قبضہ شدہ زمین نہ ہو۔ (۲) غیر شرعی شکل اور لباس والا کوئی آدمی نہ ہو۔ حضرت والا نے فرمایا دونوں شرائط منظور ہیں۔ چنانچہ وہ بزرگ جن انسانی شکل میں تشریف لائے اور جتنی دیر قیام فرما رہے مسلسل ان کی آنکھوں سے آنسو جاری رہے۔ مولانا نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے دس منٹ پہلے مسلمان ہوا، اسی وقت سے اپنی شومئی قسمت پر مسلسل آنسو بہا رہا ہوں۔ بہرحال علاقہ کے لوگوں نے حضرت مولانا محمد سعیدؒ سے جو علاقہ میں حضرت افغانیؒ کے نام سے مشہور ہیں بھرپور استفادہ کیا۔ قاری محمد ادریس بانی مدرسہ محمود العلوم حضرت مولانا محمد سعید افغانیؒ کے مجازین میں سے تھے۔ نیز حضرت مولانا علی المرتضیٰ گدائی شریف خلیفہ مجاز حضرت فضل علی مسکین پوریؒ و حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ نے بھی انہیں خلافت سے سرفراز فرمایا۔ آپ ۱۴؍ستمبر ۲۰۱۲ء کو انتقال فرما گئے اور نماز جنازہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی دامت برکاتہم نے پڑھائی اور مقامی قبرستان میں محو استراحت ہیں۔ مدرسہ محمود العلوم میں حفظ و ناظرہ کی تین کلاسیں ہوتی ہیں۔ ایک سو کے قریب طلبا علوم قرآنی سے اپنے دل و دماغ معطر کرتے ہیں۔ ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند مولانا محمد یحییٰ ان کے جانشین قرار پائے اور ادارہ کے مہتمم اور مسجد کے امام و خطیب۔ راقم نے ۱۹؍جون جمعۃ المبارک کا خطبہ مدرسہ کی مسجد میں دیا۔

جامع مسجد جلہ ارائیں: جلہ ارائیں ملتان بہاولپور روڈ پر معروف قصبہ ہے، جہاں ایک بہت خوبصورت جامع مسجد ہے، جس کی بنیاد علاقہ کے دین دار زمیندار حاجی الٰہی بخشؒ نے ۱۳۸۴ھ میں رکھی، جس کی تعمیرات کا سلسلہ دس گیارہ سال جاری رہا اور مسجد ۱۳۹۴ھ مطابق ۱۹۷۴ء میں مکمل ہوئی۔ حاجی الٰہی بخشؒ کے بعد میاں خلیل احمد نے اس کا نظم و نسق سنبھالے رکھا۔ حضرت مولانا اللہ بخشؒ تونسہ شریف کوٹ قیصرانی کے رہنے والے فاضل دیوبند تقریباً چالیس سال امام و خطیب رہے۔ موصوف انتہائی با اخلاق، ملنسار عالم دین تھے۔ انہوں نے علاقہ میں توحید و سنت کی نشرو

اشاعت اور عقائد صحیحہ کی تبلیغ میں بنیادی کردار ادا کیا۔ جلہ ارائیں میں شیخ اللہ رکھا مرحوم ہوا کرتے تھے، جن کی ساری زندگی مجلس احرار اسلام اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میں گزری۔ انہوں نے جامع مسجد میں مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ، مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ، مولانا عبدالرحمٰن میانویؒ، مولانا محمد شریف بہاول پوری سمیت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنماؤں اور مبلغین کو بار بار بلایا۔ جمعیت علماء اسلام کے حافظ الحدیث مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ، مجاہد ملت مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ کو بھی بار بار بلایا۔ ۱۹۷۵ء میں راقم جامعہ باب العلوم کہروڑپکا میں مشکوٰۃ شریف کے درجہ میں زیر تعلیم تھا۔ اسی موقع پر مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ تشریف لائے۔ ان سے پہلے خطیب العصر حضرت مولانا سیّد عبدالمجید ندیمؒ نے ولولہ انگیز خطاب فرمایا۔ شاہ صاحبؒ نے اپنے بیان میں ایک واقعہ ارشاد فرمایا کہ فیلڈ مارشل محمد ایوب خان کے دور اقتدار میں مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ ایم این اے منتخب ہوئے۔ ایک روز حضرت مفتی صاحب کی آمد پر خواتین اراکین اسمبلی نے پروگرام بنایا کہ مفتی صاحب ایوان میں تشریف لائیں تو خواتین ممبران فوراً نقاب اوڑھ کر تالیاں پیٹنا شروع کردیں۔ مفتی صاحب ایک مولوی ہیں ان کی تذلیل ہوگی۔ چنانچہ جب مفتی صاحبؒ نے ایوان میں قدم رکھا تو خواتین نے حسب پروگرام نقاب کر کے تالیاں پیٹنا شروع کردیں۔ مفتی صاحب اپنی نشست پر تشریف لائے اور انہوں نے اپنا مائک آن کر کے فرمایا: جناب اسپیکر! آج ایوان میں آکر خوشگوار حیرت ہوئی کہ میرے آنے پر خواتین نے پردہ کرلیا۔ میں ان کا شکرگزار ہوں، لیکن ساتھ ہی نہایت افسوس سے کہتا ہوں کہ محترمات، جناب اسپیکر سمیت محترم اراکین اسمبلی کو کیا سمجھتے ہیں مرد یا عورت؟ اگر یہ عورتیں ہوتیں جیسے خواتین نے پردہ کیا یہ بھی پردہ کرتیں یا اگر مرد ہوتے تو جیسے مجھ سے پردہ کیا ہے، ان سے بھی پردہ کرتیں، مجھ سے پردہ کرنا اور ان سے نہ کرنا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ محترمات انہیں نہ تو مرد سمجھتی ہیں اور نہ ہی عورتیں، پتہ نہیں انہیں کون سی جنس سمجھتے ہیں۔ حضرت مولانا عبدالمجید ندیم شاہؒ نے جب یہ واقعہ بیان کیا تو مجمع ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہورہا تھا۔ محترم شیخ اللہ رکھا ۱۹۹۰ء تک زندہ رہے اور انہوں نے بزرگوں کا قدم رنجہ اس مرکز میں برابر جاری رکھا۔ راقم سال میں ایک جمعہ ضرور بالضرور حاضری دیتا ہے۔ امسال ۲۶؍جون کا جمعۃ المبارک کا بیان راقم نے جلہ ارائیں کی بڑی مسجد میں کیا۔ اور مذکورہ بالا واقعہ بھی بیان کیا، اس وقت جامع مسجد کے خطیب مولانا محمد شفیق الرحمٰن ہیں۔ مولانا محمد اسحاق ساقی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولپور کے مبلغ ہیں اور ضلع لودھراں کے کچھ علاقہ بھی ان کے سپرد ہیں، ان کی تقرری پر راقم نے اس جمعہ پر یہاں بیان کیا۔

قاری غلام حسن کی مسجد میں خطبۂ جمعہ:

قاری غلام حسن ظاہری آنکھوں سے اگرچہ نابینا ہیں، لیکن دل کی آنکھوں کے بینا ہیں ایک عرصہ کوٹ عبدالمالک شیخوپورہ میں پڑھاتے رہے اور کوٹ عبدالمالک میں ہی ان کی شادی ہوگئی۔ کوٹ عبدالمالک کو چھوڑ کر انہوں نے اپنے آبائی علاقہ میں خدمت قرآن کا سلسلہ شروع فرمایا۔

شاہ عبدالعزیزؒ کے جواب نے پادری کو لاجواب کردیا

ایک پادری شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے یہاں آیا اور بڑے معصوم انداز میں سوال کیا کہ شاہ جی میں آپ سے ایک بات پوچھتا ہوں کہ ایک شخص جنگل میں سفر کررہا ہے اور وہ راستہ بھول جاتا ہے، وہ ادھر ادھر کسی رہبر کی تلاش کرتا ہے، اسے ایک درخت کے نیچے دو شخص نظر آتے ہیں وہ درخت کی طرف لپکتا ہے تو دیکھتا ہے کہ درخت کے نیچے ایک شخص سویا ہوا ہے اور ایک جاگ رہا ہے۔ اب یہ بھٹکا ہوا انسان اس سوئے ہوئے سے راستہ پوچھے یا جاگنے والے سے؟

حضرت شاہ صاحبؒ نے فرمایا کہ وہ جو جاگ رہا ہے، اصل میں وہ بھی راستہ معلوم کرنے کے لئے اس سونے والے کے جاگنے کا انتظار کررہا ہے۔ اس لئے یہ بھٹکا ہوا انسان بھی اس جاگنے والے کے پاس بیٹھ جائے اور سونے والا جب اٹھے تو اس سے راستہ پوچھ کر اپنی منزل کی طرف بڑھے۔ یوں شاہ جیؒ نے اس پادری کو لاجواب کردیا۔

دراصل شاہ عبدالعزیزؒ اس کے سوال کو سمجھ گئے تھے کہ یہ کس چینل سے بول رہا ہے۔ پادری کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام آسمانوں پر زندہ موجود ہیں، جبکہ سرور دو عالم خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مزار پُرانوار میں آرام فرما ہیں۔ بظاہر یہ سمجھ آتا تھا کہ گم کردہ راہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے راہنمائی حاصل کرے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ اس کے سوال کا مقصد سمجھ گئے اور مذکورہ بالا جواب ارشاد فرمایا۔

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

میراں ملحہ کے قریب بالکل دیہات میں حفظ و ناظرہ کی درسگاہ کا آغاز فرمایا۔ ماحول نے ہر طرف سے مخالفت شروع کردی، اپنے اور پرائے اس معذور خادم قرآن کے مخالف ہوگئے۔ باایں ہمہ اس نے ہمت نہ ہاری اور مسلسل اپنے مشن میں مست الست رہے۔ ماہنامہ لولاک کے خریدار ہیں۔ مسجد شروع کی، دوسرے احباب نے روڑے اٹکانے شروع کردیئے، لیکن ہمت و جرأت کے ساتھ سرگرم عمل رہے۔ الحمدللہ حفظ و ناظرہ سے ترقی کرکے درجۂ کتب کا آغاز کردیا گیا ہے۔ حضرت قاری غلام حسن مدظلہ کی دعوت پر ہر سال ان کے ادارہ میں حاضری ہوتی ہے۔ امسال ۳؍جولائی جمعۃ المبارک کا خطبہ راقم نے مسجداللہ والی میں دیا۔ جس میں درجنوں مسلمانوں نے شرکت کی۔

مدرسہ خیرالعلوم لودھراں: ہمارے مخدوم حضرت مولانا محمد موسیٰؒ کے والد محترم مولانا غلام حسینؒ نے قائم کیا۔ موصوف نے ابتدائی کتب اپنے والد محترم سے پڑھیں، جبکہ دورۂ حدیث شریف جامعہ خیرالمدارس ملتان سے کیا۔ اُس وقت جامعہ خیرالمدارس ملتان میں خیرالعلماء حضرت مولانا خیر محمدؒ، استاذالمحدثین حضرت مولانا محمد شریف کشمیریؒ اور حضرت مولانا جمال الدین کا طوطی بولتا تھا۔ ایسے اساطین علم سے اپنے دامن کو علوم نبوت سے مالا مال کیا اور دورۂ حدیث شریف سے فراغت کے بعد اپنے شہر لودھراں میں عقیدۂ ختم نبوت کا ڈنکا بجانا شروع کیا۔ آپ کو قادیانیت پر عبور حاصل تھا۔ لودھراں ضلع میں جہاں کہیں قادیانیوں کی سرگرمیوں کا پتہ چلا اپنے سائیکل کے کیریئر پر قادیانیوں کی کتابیں رکھیں اور نتائج سے بے پرواہ ہوکر اس علاقہ میں پہنچ گئے اور ان کو للکارا جس سے قادیانیوں کی بولتی بند ہوگئی۔ ۲۶؍فروری ۲۰۰۳ء کو انتقال فرمایا۔ مولانا محمد موسیٰؒ کے دو فرزندان گرامی ہیں۔ مولانا محمد مرتضیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لودھراں سٹی کے امیر اور ان کے مدرسہ و مسجد کے منتظم و نگران ہیں۔ ۱۰؍جولائی کے جمعۃ المبارک کا خطبہ ان کی مسجد جو ریلوے اسٹیشن لودھراں کے قریب ہے اردگرد سرکاری دفاتر ہیں بارہ بج کر بیس منٹ پر بیان شروع ہوکر پونے ایک بجے ختم ہوا۔ عربی خطبہ بھی راقم نے پڑھا، جبکہ نماز مولانا محمد مرتضیٰ سلمہ نے پڑھائی۔ مولانا محمد موسیٰؒ کے دوسرے فرزند مولانا محمد مجتبیٰ ہیں جو تھانہ لودھراں کی مسجد کے امام وخطیب ہیں۔

جامع مسجد رحمانیہ فیض آباد: جامع مسجد ریلوے اسٹیشن کے خطبہ و نماز سے فارغ ہوکر لودھراں کے محلہ فیض آباد کی جامع مسجد رحمانیہ میں راقم کا پون گھنٹہ عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت پر بیان ہوا۔ راقم نے دونوں جگہ سندھ اسمبلی اور قومی اسمبلی کی قراردادوں جن میں سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی اسم گرامی کے ساتھ لفظ خاتم النبیین لکھنے اور پڑھنے کو لازمی قرار دیا گیا کا خیرمقدم کیا اور کہا کہ یہ تحریک ختم نبوت کی یہ عظیم کامیابی اور اس عقیدہ کے مخالفین کے منہ پر زبردست طمانچہ ہے۔ جمعہ کی نماز سے فارغ ہوکر ہمارے حضرت بہلویؒ کے خلیفہ اکبر حضرت مولانا سیّد بشیر احمد شاہ کاظمیؒ کے منجھلے صاحبزادے مولانا قاری حفیظ شاہ کاظمی سلمہ کے ظہرانہ میں شرکت کی۔ ظہرانہ میں جمیعت علماء اسلام ضلع لودھراں کی ممتاز شخصیت مولانا سیّد احمد شاہ کاظمی مدظلہ، مولانا محمد مرتضیٰ سمیت کئی ایک حضرات نے شرکت کی۔

مجلس لودھراں کے ذمہ داران: **امیر:** مولانا محمد مرتضیٰ، **نائب امیر:** قاری سیّد حفیظ احمد کاظمی، **ناظم اعلیٰ:** ڈاکٹر محمد امین، **ناظم:** مولانا عبدالغفور، **ناظم نشر و اشاعت:** عبدالحمید مجاہد، **خازن:** مولانا محمد سعید۔ لودھراں یونٹ شیخ الحدیث مولانا محمد میاں مدظلہ کی سرپرستی میں سرگرم عمل ہے۔ ظہرانہ سے فارغ ہوکر راقم ایک دن کے لئے شجاع آباد کے لئے روانہ ہوگیا۔

بقیہ:......سات سوالات کا جواب الجواب

ویعقوب والاسباط وما اوتی موسٰی وعیسٰی وما اوتی النبیون من ربھم لا نفرق بین احد منھم ونحن لہ مسلمون فان امنوا بمثل ما اٰمنتم بہ فقداھتدوا وان تولّوا فانما ھم فی شقاق فسیکفیکھم اللہ وھو السمیع العلیم“

۸......”ان تشھدوا ان لا الٰہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ وتقیم الصلوٰۃ وتؤتی الزکوٰۃ وتصوم رمضان والحج البیت ان استطعتم الیہ سبیلا (حدیث)“

۹......”ان تؤمن باللہ وملٰئکتہ ورسلہ وکتبہ والیوم الاٰخر وتؤمن بالقدر خیرہ وشرہ“

۱۰......”بنی الاسلام علٰی خمس شھادۃ ان لا الٰہ الا اللہ وان محمدًا عبدہ ورسولہ واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ والحج وصوم رمضان (الحدیث)“

مولانا شمس الدین انصاریؒ بہاولپور

مولانا شمس الدین انصاریؒ جمعیت علماء اسلام بہاولپور کے راہنماؤں میں سے تھے، ان کی تعلیم و تربیت شیخ الاسلام حضرت مولانا عبداللہ درخواستیؒ کی زیر نگرانی ان کے جامعہ مخزن العلوم خانپور میں ہوئی۔ کچھ عرصہ جامعہ مخزن العلوم کے سفیر بھی رہے، جبکہ دورۂ حدیث شریف جامعہ قاسم العلوم ملتان سے کیا اور حضرت مولانا مفتی محمودؒ سے رشتہ تلمذ تھا۔ راقم ۱۹۸۰ء میں رحیم یار خان سے تبدیل ہوکر بہاولپور میں آیا اور مولانا انصاریؒ سے جماعتی پروگراموں میں بیسیوں ملاقاتیں ہوتی رہیں۔ ۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت میں مولانا نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ بہاولپور تحریک ختم نبوت کا ہر زمانہ میں مرکز رہا ہے اور مولانا ختم نبوت کے خدام میں سرفہرست نظر آئے۔ مسیحی حضرات نے مشتاق کالونی بہاولپور میں ایک کلیسا بنانے کی کوشش کی، حالانکہ اس کالونی میں مسیحیوں کا ایک گھر بھی نہیں تھا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اس کیس کو اٹھایا۔ اس سلسلہ میں جو کمیٹی بنائی گئی۔ اس میں مولانا انصاری پیش پیش رہے۔ مختلف دینی امور سے متعلق ایک جماعت ''مجلس علماء اہلسنت'' کے نام سے بنائی گئی، جس کے صدر مولانا محمد معاذ تھے اور سیکریٹری مولانا شمس الدین انصاریؒ، پروفیسر سلمان اظہر ایڈنبرا یونیورسٹی برطانیہ سے سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نظام جاسوسی سے متعلق ڈاکٹریٹ کی سند لے کر آئے۔ موصوف نے اپنے مقالہ میں خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے نظام جاسوسی پر ایک یہودی استاذ کی نگرانی میں مقالہ لکھا، جس میں بہت سی عبارات قابل اعتراض تھیں۔ راقم کو معلوم ہوا تو تمام مکاتب فکر کے علماء کرام اور جماعتوں کے قائدین کا اجلاس بلایا اور اس پر کافی غور وخوض ہوا اور طے ہوا کہ پروفیسر مذکور کو ایک تحریک کے ذریعہ اسلامیہ یونیورسٹی کے شعبۂ تدریس سے الگ کرایا جائے۔ اس میں خاصی تگ ودو کرنا پڑی اور اس کے لئے جو کمیٹی تشکیل دی گئی۔ اس کمیٹی میں مولانا شمس الدین انصاریؒ شامل رہے۔ غرضیکہ کوئی بھی دینی تحریک اٹھائی گئی، اس میں مولانا مجلس بہاولپور کے شانہ بشانہ رہے۔ بہاولپور کی ایک اہم فیملی میاں نظام الدین حیدر کی فیملی ہے جو نواب آف بہاولپور کی کابینہ کے ممبر رہے۔ میاں صاحب مرحوم کے ایک فرزند ارجمند میاں حسنین حیدر ہیں۔ انہوں نے اپنے والد محترم اور خاندان کے ایصال ثواب کے لئے مسجد و مدرسہ کے لئے زمین وقف کی اور مولانا انصاری کے سپرد کی۔ مولانا نے جامعہ نظامیہ حیدریہ کے نام سے مدرسہ بنایا، جس کا آغاز اگرچہ مکتب سے ہوا، لیکن آج وہ جامعہ کی شکل اختیار کرچکا ہے، جس میں دورۂ حدیث شریف سمیت تمام اسباق ہوتے ہیں، اس ادارہ کو بام عروج تک پہنچانے والے حضرت موصوف تھے راقم تقریباً دس سال بہاولپور رہا۔ بہاولپور میں اٹھنے والی ہر تحریک میں موصوف پیش پیش رہے۔ انہوں نے دورۂ حدیث شریف جامعہ قاسم العلوم ملتان سے اس وقت کیا، جب جامعہ کا طوطی بولتا تھا۔ مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ بخاری شریف سمیت کئی ایک کتب حدیث پڑھایا کرتے تھے۔ حضرت مفتی صاحبؒ کی زندگی میں بہاولپور میں جمعیت علماء اسلام کے راہنماؤں میں سے تھے، جبکہ جمعیت علماء اسلام بہاولپور کے امیر جناب غلام سرور خان تھے، جو ایک منجھے ہوئے سیاسی راہنما تھے۔ ان کی قیادت میں موصوف نے ۱۹۷۷ء کی تحریک نظامِ مصطفیٰ میں بھرپور حصہ لیا اور اس سے قبل ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں جب کہ وہ جوانی کے مراحل سے گزر رہے تھے۔ حاجی سیف الرحمٰن، الحاج محمد ذکراللہ، حاجی عمردین، جناب علم الدین انصاری مجلس کی قیادت فرمارہے تھے، ان حضرات کے ساتھ مل کر آپ نے بھرپور حصہ لیا۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ کے شاگرد رشید اور ان کے خادم رہے۔ حضرت درخواستیؒ علاج معالجہ کے لئے بہاولپور تشریف لاتے تو عام طور پر ان کی رہائش ڈاکٹر غلام مصطفیٰ ماہر امراض قلب کی رہائش گاہ میں ہوتی۔ حضرت درخواستیؒ کے حاضر باش خدام میں مولانا انصاری سرفہرست نظر آتے۔ ایک عرصہ سے جگر اور دوسرے کئی عوارض میں مبتلا چلے آرہے تھے۔ ''مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ تا آنکہ وقت موعود آن پہنچا اور آپ ۲۰؍جون ۲۰۲۰ء کو اس دنیا فانی سے عالم باقی کی طرف رحلت فرماگئے۔ آپ نے اپنی زندگی میں مدرسہ کا نائب مہتمم قاری محمد یاسین کو بنایا تھا، اپنے بیٹے مولانا راشد محمود کو ناظم اعلیٰ اور دوسرے بیٹے مولانا مفتی آصف محمود کو ناظم تعلیمات مقرر کیا۔ آپ کی وصیت کے مطابق آپ کی نماز جنازہ خانقاہ عالیہ قادریہ راشدیہ دین پور شریف کے گل سرسبد مولانا محمود احمد میاں دین پوری مدظلہ نے بہاولپور کی مرکزی عیدگاہ میں پڑھائی، جس میں ہزاروں علماء، مشائخ، حفاظ، قرأ اور بہاولپور کے دیندار عوام نے شرکت کی اور انہیں رحمتِ خداوندی کے سپرد کیا گیا۔ اللھم اغفرہ وارحمہ واعف عنہ وعافہ وبرد مضجعہ

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

تحریک ختم نبوت پر ایک تاریخی دستاویز

نابغہ وعبقری شخصیت کے مالک حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب کو تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر ایک جری، دلیر اور تہور پیشہ سپہ سالار کی حیثیت حاصل ہے۔ تقریر و تحریر ہو یا مباحثہ و مناظرہ، دونوں میں انہیں لاثانی خداداد ملکہ حاصل ہے۔ مطالعہ و تحقیق اور تصنیف و تالیف ان کے محبوب و مرغوب مشاغل ہیں۔

حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب کی نئی کتاب ''تحریک ختم نبوت'' نہایت مبسوط، مدلل، مربوط، جامع اور تحقیقی کتاب ہے۔ **۱۹۳۴ء کی ختم نبوت کانفرنس قادیان سے دسمبر ۲۰۱۹ء تک** تحریک ختم نبوت جن مراحل سے گزرتی رہی، اس کی لمحہ بہ لمحہ رپورٹ کو جمع کر دیا گیا ہے۔ دس ضخیم جلدوں کے ساڑھے چھ ہزار صفحات پر مشتمل قریباً ایک صدی کی عشق ومحبت کی داستان لازوال جو ایمان پرور، جہاد آفرین بھی ہے اور حقائق افروز بھی۔ اس کی ترتیب و تہذیب اور تالیف تدوین بڑی عرق ریزی، دقت نظر اور حسن عقیدت سے کی گئی ہے۔ انداز نگارش ایسا سحر انگیز ہے کہ اس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے جیسے مولانا خود ان تمام حالات وواقعات کے عینی شاہد ہیں۔

یہ کتاب کارکنانِ تحفظ ختم نبوت کے لئے ایک دستور العمل کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس میں ایمان پرور واقعات، اکابرین کے ولولہ انگیز خطابات، پس پردہ حقائق، ہوشربا انکشافات، حکمرانوں کی قادیانیت نوازی اور مختلف اعلیٰ عدالتی فیصلوں کا بھرپور تذکرہ ہے، جس کے مطالعہ سے دلوں میں عقیدت ومحبت کی ایک برقی رو دوڑ جاتی ہے۔ دینی غیرت و حمیت کی ایسی پُرسوز و گداز کیفیت پیدا ہوتی ہے کہ خون جوش مارتا اور آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں۔ ایسی کیفیات اور احساسات کو جاننے اور سمجھنے کے لئے اس تاریخی کتاب کا مطالعہ ناگزیر ہے۔ امید ہے کہ یہ کتاب کارکنانِ تحفظ ختم نبوت کے لئے انمول سوغات اور سدابہار گلدستہ ثابت ہوگی۔ مزید برآں اس اہم موضوع پر ریسرچ کرنے والے اسکالرز اور طالب علموں کے لئے بھی چراغ راہ کا کام کرے گی۔

مکمل سیٹ کی رعایتی قیمت صرف 2500 روپے

facebook amtkn313
WWW.AMTKN.COM
ameer@khatm-e-nubuwwat.com

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

تحریکِ ختمِ نبوّت

1934ء تا 2019ء

مکمل سیٹ دس جلدیں

ترتیب و تحقیق

شاہینِ ختمِ نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

مکمل سیٹ کی رعائتی قیمت صرف -/2500 روپے ہے

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت
حضوری باغ روڈ، ملتان۔
061-4783486
0303-7396203

نوٹ ملک بھر میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام دفاتر سے یہ سیٹ مل سکتا ہے